جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، کردار
اور
کہانی سے تعلق رکھنے والے ادارے
کے نام
فرضی ہیں

پبلشر ...... سلطان محمد
پرنٹر ...... مسعود لاہور

پیش رس

پچھلے تین چار ماہ کے دوران میں کئی غیر ملکی جاسوس پکڑے گئے ہیں اخباری اطلاعات کے مطابق ان کی نشاندہی عوام ہی نے کی تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ سری ادب کے مطالعہ نے عام آدمی میں بھی اس قسم کی سمجھ بوجھ پیدا کر دی ہے کہ وہ مشتبہ لوگوں پر نظر رکھ سکے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دشمنوں کے ایجنٹ ہماری آنکھوں میں دھول جھونک جاتے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ وہ ہمیں کمزور کرنے کے لئے ہماری قومی یک جہتی پر ہمارے ہی ذریعہ ضرب لگاتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں چلتا۔ مثال کے طور پر — وہ افواہوں کے ذریعہ ایسی من گھڑت کہانیوں کو شہرت دینے کی کوشش کرتے ہیں جن سے صوبائی تعصب یا فرقہ واریت کا زہر پھیل سکے۔ ہم اس کا پتا تو نہیں لگا سکتے کہ کوئی افواہ کہاں سے پھیلی ہے لیکن اس پر ضرور قادر ہیں کہ اس افواہ کو دوسرے کانوں تک نہ پہنچنے دیں۔

ہر وقت چوکنے رہیے کہ کہیں آپ خود ہی غیر شعوری طور پر دشمن کا آلۂ کار تو نہیں بن رہے کسی افواہ کو دوسروں تک پہنچانے والا نادانستگی میں دشمن کی مدد کرتا ہے۔ اس وقت قومی یک جہتی کی حفاظت کرنا ہی ملک و قوم کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔ ایسی افواہوں کو اپنی ذات سے آگے نہ بڑھنے دیجئے جن سے صوبائی تعصب یا فرقہ واریت کا زہر پھیلنے کا خدشہ ہو۔

اس بار یہی گذارش کرنی تھی۔ اب ہلاکو اینڈ کو ملاحظہ فرمائیے"

ابن صفی

"درندوں کی بستی" کے بعد شکرال میں"

عمران کا ایک اور عظیم کارنامہ

۱۔ شہباز کا بسیرا
۲۔ ریشوں کی یلغار
۳۔ خطرناک ڈھلان
۴۔ جنگل میں منگل
۵۔ تین سنکی

اسرار پبلی کیشنز
چوک میکلوڈ روڈ بیڈن روڈ لاہور

IDEAL LIBRARY
GULSHAN IQBAL ROAD,
SHAHEENABAD, GUJRANWALA

وہ حیرت انگیز واقعات تھے! لیکن ان سے کسی کو بھی کوئی پریشانی نہیں تھی! کچھ لوگ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور کچھ لوگ دوسرے دن کے اخبارات میں ان کے متعلق پڑھ لیتے تھے! خبریں اس قسم کی ہوتیں!

"کل شام چلڈرن پارک میں ایک کتے نے بچوں کو اپنے کرتب دکھا کر بے حد محظوظ کیا.... بچے کھیل رہے تھے اچانک وہ کسی طرف سے آیا اور ان کے درمیان قلابازیاں کھانے لگا.... بچے اس سے خائف نہیں تھے کیونکہ وہ بہت کھلنڈرے موڈ میں تھا! کتے کی کمر پر ایک پٹی بندھی ہوئی تھی جس پر تحریر تھا "میں ہلاکو اینڈ کمپنی کا ایک تربیت یافتہ کتا ہوں۔ آپ کی پسندیدگی کا شکریہ!" —— اسی طرح کل دوپہر کو ایک نابینا بوڑھے کو ایسے ہی ایک کتے نے سڑک پار کرائی تھی..... لیکن ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ کتے کہاں سے آتے ہیں.... اور ہلاکو اینڈ کمپنی کہاں واقع ہے —— !"

شہر کے بعض منچلے کسی کتے کے پیچھے لگ جاتے اور زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کرنے کے باوجود بھی اس کے ٹھکانے کا پتا نہ لگا سکتے۔

وہ سڑکوں پر مارے مارے پھرتے اور تھک ہار کر اپنے گھروں کو واپس ہو جاتے ——!

بہر حال دھوم تھی "ہلاکو اینڈ کمپنی" کے تربیت یافتہ کتوں کی۔

ان کے پٹوں میں میونسپل کارپوریشن کے پیتل کے پاس بھی موجود ہوتے۔ اس لئے آوارہ گرد کتوں کی کیٹیگری میں نہیں آتے تھے کہ ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جاتا۔

پیتل کے پاسوں کے سہارے کتوں کے مالک تک پہنچنے کی کوشش کی گئی لیکن ایم۔ سی کے شعبۂ حیوانات کے رجسٹر میں ان کے سلسلے میں جو پتا درج تھا فرضی نکلا۔

پتا فرضی ہونے ہی کی بنا پر بات محکمۂ سراغرسانی تک پہنچی تھی۔

سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ایک ماتحت سب انسپکٹر غوری نے اس سلسلے میں چھان بین شروع کی.... رجسٹریشن آفس میں اس نام کی کوئی کمپنی کبھی رجسٹر نہیں ہوئی تھی ——!

میونسپل کارپوریشن کے شعبۂ حیوانات کے رجسٹروں میں بھی اس کمپنی کا سراغ نہ مل سکا۔

تب انسپکٹر غوری نے ایسا انتظام کیا کہ جہاں بھی اس قسم کا کوئی کتا دکھائی دے فوراً پکڑ لیا جائے۔

سادہ لباس والے کانسٹیبل شہر کے چپے چپے پر پھیل گئے۔

پہلے دن صرف ایک کتا ہاتھ لگا...... لیکن دوسرے دن پورے چالیس کتے دو گاڑیوں میں بھر کر محکمۂ سراغرسانی کی حوالات تک پہنچائے گئے ——!

ہر کتے کے پٹے سے یہ تحریر منسلک تھی :-

"جناب عالی اس کتے کی رسید سے مطلع فرمائیے
آپ کے اعلیٰ ترین تربیت یافتہ کتے سے کئی گنا

بہتر ثابت ہوگا ہماری طرف سے تحفۃً قبول
فرمائیے۔
ہم ہیں آپ کے خادم
"ھلاکو اینڈ کمپنی"

دوسرے دن والے چالیس کتوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کے پٹے سے یہ تحریر منسلک نہ رہی ہو ——!

کیپٹن فیاض کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں اور آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں ——!

انسپکٹر غوری نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس دعوے کو آزمایا کیوں نہ جائے جناب —!"

"فضول باتیں نہ کرو ——!" فیاض کسی بھوکے بھیڑیے کی طرح غرایا —— اور ہاتھ ہلا کر رخصت ہو جانے کا اشارہ کرتا ہوا اٹھ گیا۔

غوری نے خاموشی سے تعمیل کی —!

فیاض کچھ دیر کھڑا رہا پھر بیٹھ گیا۔

مسئلہ یہ تھا کہ یہ بدو کتے رکھے کہاں جائیں...... محکمے کی حوالات میں صرف ایک کمرہ خالی تھا اور وہ سب عارضی طور پر وہیں بھر دیئے گئے تھے۔ محکمے کے ٹرینڈ کتوں کے ساتھ ان کا رکھا جانا مناسب نہیں تھا ——!

پھر اس نے گھنٹی بجائی اور اردلی کمرے میں داخل ہوا۔

"انسپکٹر غوری کو بلاؤ —!" فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

صاحب کا موڈ خراب دیکھ کر ماتحتوں کی سٹی گم ہو جاتی تھی ....

انسپکٹر غوری اتنی جلدی کمرے میں داخل ہوا تھا جیسے اسی کا منتظر ہی رہا ہو ——!

"بیٹھ جاؤ —!" فیاض سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کرکے دہاڑا۔

غوری پر ایک بار پھر بدحواسی طاری ہونے والی تھی۔ لیکن اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کئے۔

"یہ طریق تفتیش تمہیں کس نتیجہ پر پہونچائے گا —!" فیاض نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا!

"جناب عالی! میں سمجھا تھا شاید ... اس طرح ہلاکو اینڈ کمپنی والے سامنے آجائیں!"

"لیکن انہوں نے اپنے سارے کتے تمہاری خدمت میں تحفۃً پیش کر دیئے! اور اب تم منتظر ہو کہ تمہارا شکریہ قبول کرنے کے لئے ان کا نمائندہ تمہارے پاس ضرور آئے گا —!"

"اب اس پر غور کرنا ہے جناب کہ کتے تحفۃً کیوں پیش کئے گئے ....!"

"کب غور کرو گے —!"

"آپ کی رہنمائی کا منتظر ہوں ...."

"مجھ سے پوچھ کر کتے پکڑوائے تھے؟" فیاض غرایا!

"میری ناقص عقل میں یہی آیا تھا ——!"

"تم سے حماقت سرزد ہوئی ہے ——!"

"بات دراصل یہ ہے جناب!"

"خاموش رہو!"

غوری کے چہرے پر بدمزگی کے آثار نظر آئے .... اور وہ خاموش ہو گیا ——

فیاض نے تھوڑی دیر بعد کہا "ان کتوں کو یہاں نہیں رکھا جا سکتا —!"

"تو پھر انہیں چھوڑ دیا جائے جناب!"

"تاکہ وہ لوگ تمہاری بے بسی پر قہقہے لگا سکیں .....!" فیاض خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتا ہوا بولا "میری دانست میں تو یہی بہتر ہوگا کہ تم ان کی توقعات پر پورے اترو ...!"

"میں نہیں سمجھا جناب عالی —!"

"ان کتوں میں سے کسی ایک کو استعمال کرو —! لیکن ٹھہرو ..... خوب یاد آیا .... اوہ .... مجھے سوچنے دو —!" فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا۔

اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی تھی .... جیسے کسی نئے خیال نے جھنجھوڑا ہو ....!

"سنو!" وہ تھوڑی دیر بعد آہستہ سے بولا ..... "پچھلے دنوں جمیل اسکوائر والے بینک میں جو ڈاکہ پڑا تھا ... اس میں ہمارے ٹرینڈ کتے مجرموں کی تلاش میں ناکام رہے تھے!"

"اوہ۔ شاید وہ رومال جو ٹوٹی ہوئی تجوریوں کے قریب پڑا ہوا ملا تھا ...." غوری نے اپنے چہرے پر فکرمندانہ کیفیت طاری کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تفصیل کا علم نہیں .... وہ کیس شاہد کے پاس تھا!"

"ہاں . . . . رومال کی بُو پر کتوں کو لگایا گیا تھا . . . . لیکن ظاہر ہے کہ وہ کسی جگہ سے گاڑی پر بیٹھ کر فرار ہوئے ہوں گے . . . کتے اس جگہ سے آگے نہیں بڑھ سکے تھے . . . لیکن سوال تو یہ ہے کہ کل تمہیں پورے شہر میں ایک ہی کتا کیوں ملا تھا . . . ! اور آج پورے چالیس عدد کیوں ؟"

"جی ہاں . . . . یہی تو سوال ہے ؟"

"اس کا جواب کب تک ملے گا ؟" فیاض نے پھر اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"جناب عالی . . . . !"

"فضول بکواس نہیں . . . !" فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا . . . . . پھر خود بھی اٹھ کر دھاڑا۔

"جاؤ !"

غوری بوکھلا کر اٹھا اور پھر چپ چاپ چلا گیا !

فیاض دوبارہ بیٹھ کر ہانپنے لگا . . . . . ایسا ہی شدید غصہ تھا اپنے ماتحتوں پر —— کچھ دیر بعد اس نے پھر فون کی طرف ہاتھ بڑھایا . . . .

"ہلو !" لہجہ اب بھی ٹھیک نہیں تھا۔

"ہاں —— ! شاہد کو بھیج دو —— !"

ریسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ سگریٹ سلگانے لگا . . . . .

انسپکٹر شاہد کے آنے میں پورے تین منٹ لگے تھے . . . . . فیاض نے ہاتھ ہلا کر اسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا . . . . موڈ خراب دیکھ کر شاہد بھی کچھ نروس سا نظر آنے لگا تھا۔

"بینک کی ڈکیتی والے کیس میں کیا ہو رہا ہے —— ؟" فیاض نے اس سے نظر ملائے بغیر پوچھا۔ لہجہ بھی نرم ہی تھا۔

شاہد نے طویل سانس لی . . . . . اور بولا ! "کتے ناکام رہے تھے . . . . لیکن اس گاڑی کا سراغ مل گیا ہے جو انہوں نے فرار ہونے میں استعمال کی تھی !"

"رواج کے مطابق وہ بھی مسروقہ رہی ہوگی —— ؟" فیاض نے طنزیہ لہجے میں پوچھا !

"یقین کے ساتھ نہیں کہا سکتا . . . . کیونکہ اس نمبر کی گاڑی سے متعلق کہیں کوئی رپورٹ نہیں درج کرائی گئی . . . . . البتہ جس نام پر وہ ٹیکسیشن آفس میں رجسٹرڈ ہے۔ اس نام کا کوئی آدمی درج کرائے ہوئے پتہ پر نہیں مل سکا —— !"

"خوب —— ! اچھا پھر —— !"

"گاڑی کی شناخت دو آدمیوں نے کی ہے جنہوں نے انہیں فرار ہوتے دیکھا تھا ! لیکن وہ ان کا حلیہ نہیں بتا سکے —— ! بہرحال تین آدمی تھے —— !"

"فی الحال انہیں جہنم میں جھونکو —— میں یہ کیس کسی اور کو دے دوں گا . . . . ! تمہیں ھلاکو اینڈ کو کے کتوں کے بارے میں علم ہوگا —— !"

"جی ہاں . . . . جی ہاں . . . . اکتالیس کتے . . . . !"

"غوری کا گدھا پن . . . . اس نے کتے پکڑوانے شروع کر دیئے حالانکہ چوبیس گھنٹے ان کی نگرانی ہوتی چاہیئے تھی۔ ابھی تک کوئی ایسی شہادت نہیں مل سکی جس کی بنا پر یہ باور کیا جا سکے کہ کسی نے دس گیارہ بجے رات کے بعد بھی ان کتوں کا تعاقب کیا ہو . . . . !"

"حالانکہ یہ ضروری تھا . . . غوری صاحب کو کم از کم . . . . !"

فیاض نے شاہد کی بات کاٹتے ہوئے کہا ! "اب تم اسے دیکھو گے . . . . ڈکیتی والا فائیل مجھے واپس کر دو —— !"

"بہت بہتر جناب . . . . !"

ان کتوں کو لے جاؤ . . . . !"

"میں ہر کتے کے پیچھے ایک آدمی لگاؤں گا۔ خواہ دس دن تک تعاقب کرنا پڑے . . . . !" شاہد نے سر ہلا کر کہا !

"میں غوری کو فون کر رہا ہوں وہ تمہیں تفصیل بتائے گا —— !"

فیاض نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ اس گفتگو کا اختتام کر رہا ہو۔

شاہد اٹھ گیا —— !

ایک گھنٹے کے اندر اندر . . . . . سارے کتے ایک ایک کر کے . . . . شہر کے مختلف مقامات پر چھوڑ دیئے گئے اور ہر کتے کے پیچھے ایک آدمی تھا —— !

* * *

آج سلیمان نے مونگ کی کھچڑی پکائی تھی . . . ! جوزف کھانے بیٹھا تو آپے سے باہر ہو گیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سلیمان کو چباڑ کھائے گا —— !

"کیوں کیا ہو گیا . . . . !" سلیمان نے پوچھا !

"نہیں کھائے گا" جوزف میز پر ہاتھ مار کر بولا "مونگ کا ڈال"

"ابے زبان سنبھال . . . . صاحب کی نقل کرے گا . . . . !"

"سالا اس سے ہمارا پیٹ پھول جاتا ہے !"

"پہلے کیوں نہیں پھولتا تھا —— !"

"ہم نہیں جانتا . . . . !"

"بینگن کا بھرتا کھائے گا —— ؟"

"یہ کیا ہوتا . . . . ؟"

"تمہاری شکل کا ہوتا . . . . !"

"کھانا ڈے . . . . اُلو کا پٹھا . . . !" جوزف جھلا کر چیخا !

عمران خواب گاہ میں تھا۔ جوزف کی آواز پر باہر نکل آیا۔

"اتنا سناٹا کیوں ہے ؟" . . . . اس نے ان دونوں سے پوچھا جو ایک دوسرے کو چباڑ کھانے والے انداز میں گھور رہے تھے۔

"یہ نواب زادے مونگ کی کھچڑی نہیں کھائیں گے . . . . !" سلیمان نے تلخ لہجہ میں کہا !

"تو اس میں سوگ منانے کی کیا بات ہے۔ ذرا غل غپاڑا مچاؤ۔ تاکہ معلوم ہو کہ اس فلیٹ میں بھی آدمی رہتے ہیں ! . . . . اور تو اور شب تاریک کے بچے مونگ کی کھچڑی ہرگز نہیں کھائے گا . . . چل میرے ساتھ . . . ."

"ادے باس ـــــ !" جوزف دانت نکال کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

عمران باہر جانے کے لئے پہلے ہی سے تیار تھا ـــــ ! دونوں سڑک پر آ گئے ۔ عمران کے پاس ان دنوں سرخ رنگ کی ایک اسپورٹ کار تھی آج کل وہ ہر ماہ گاڑی بدل رہا تھا کبھی کوئی نیا ماڈل دیکھا جاتا اور کبھی کوئی سڑی بسی پرانی کار ـــــ !

اس نے جوزف کو اپنے برابر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے انجن اسٹارٹ کیا ....

"میں بہت بھوکا ہوں باس !"

"لہٰذا کتنی دیر میں مر سکے گا ـــــ ؟" عمران نے سر ہلا کر پوچھا اور گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی !

جوزف منہ چلا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا تھا !

عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا " کالے کتے کے بائیں پیر میں اگر جونک چمٹ جائے تو تمہاری زبان میں اسے کیا کہیں گے ـــــ !"

"باس ! میں بھوکا ہوں ـــــ ! کالے کتے اور جونک کی بات نہ کرو .... میں کچھ نہیں جانتا ـــــ !"

"ہارا کاری ـــــ !"

"خدا مجھے غارت کرے اگر میرے کان بہرے نہ ہو جائیں .... باس تم اتنے ظالم کیوں ہو گئے ہو .... !"

"میں پوچھ رہا تھا کہ اسے کتے کو کیا کہیں گے ـــــ !"

"تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو !"

"تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ میں نے غلط نام تو نہیں لیا ـــــ !"

"ٹھیک نام لیا ہے ۔ لیکن ایسے حالات میں جب کہ میں بھوکا ہوں !"

"کیا یہ بھی کسی قسم کی نحوست کی علامت ہے ـــــ !"

"قحط کی علامت ہے باس ـــــ !"

"۱۹۴۶ء میں تم پیرس میں تھے ـــــ !"

"ہاں .... میں وہیں تھا باس ـــــ ! کیا زمانہ تھا ایک ہیوی ویٹ باکسر کی حیثیت سے میں نے وہاں کتنا نام کمایا تھا ـــــ !"

"اور اس زمانے میں چھ اژدھے تیرا خون بھی نہیں چوستے تھے !"

"چھ اژدھے !" جوزف نے متحیرانہ پلکیں جھپکائیں۔

"ہاں .... جو میرے سینے پر مونگ دلتے ہوئے تیرے حلق میں اتر جاتے ہیں .... !"

"اوہ ـــــ چھ بوتلیں .... !" جوزف نے دانت نکال دیئے اور پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولا " ہاں باس میں اس زمانے میں تفریحاً بھی نہیں پیتا تھا ـــــ !"

"اگر تو اس زمانے میں ہوش میں رہا ہوگا تب مجھے یقین ہے کہ تو نے " ہارا کاری " کا ذکر ضرور سنا ہوگا .... !"

"پیرس .... ہارا کاری ...." جوزف آہستہ سے بڑبڑایا اور کچھ سوچنے لگا ۔ پھر چونک کر بولا .... " آہا .... تم نے تو سچ مچ میری بھوک ہی اڑا دی .... !"

"دیکھا .... تو نے .... !" عمران چہکا " یہی وقت ہے پیٹ بھرنے کا .... تو کھاتا جائے گا اور تیری یاد داشت تازہ ہوتی جائے گی ـــــ !"

کار کی رفتار کم ہوئی اور اسے فٹ پاتھ سے لگا کر روک دیا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں پکیسیز کی ایک میز کے گرد نظر آئے ـــــ جوزف لنچ کر رہا تھا اور عمران بوقوفوں کے سے انداز میں چاروں طرف دیکھتا ہوا .... ٹانگیں ہلائے جا رہا تھا ! ایسا لگتا تھا جیسے پہلی بار کوئی دیہاتی کسی اچھے ہوٹل میں داخل ہوا ہو جوزف خاموشی سے کھاتا رہا !

لنچ کے اختتام پر عمران نے کہا " مونگ کی دال کی قیمت دس روپے فی من بڑھ گئی ہے !"

"ہم پیرس کی بات کر رہے تھے باس .... !" جوزف اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"خیر پیرس ہی سہی ـــــ !" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ہارا کاری ـــــ ! مجھے یاد آیا ـــــ وہ کالوں کو بدنام کرنے کی ایک ناپاک سازش تھی ـــــ !"

"ہارا کاری ...."

"ہاں ـــــ باس ـــــ ! وہ کالوں کے لئے قحط کی علامت ہے ورنہ سفید فام لوگ کیا جانیں کہ جونک اور کالے کتے کا کیا مطلب ہوتا ہے ۔ پیرس میں ایسے کئی کالے کتے دیکھے گئے تھے جن پر ہارا کاری لکھا ہُوا تھا اور جس گھر میں بھی کوئی ایسا کتا داخل ہُوا وہاں کوئی نہ کوئی مر ضرور گیا تھا ـ"

جوزف خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا ! اس کا سر جھکا ہوا تھا اور آنکھیں بند تھیں ـــــ !

کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور اس کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا ـــــ وہ عمران کی پشت پر دیکھ رہا تھا ـــــ !

عمران تیزی سے مڑا ....

"اوہ ـــــ ہلو فیاض ـــــ !" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر فیاض سے بغل گیر ہو جانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

فیاض نے خاموشی سے پیچھے ہٹ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا تھا ـــــ

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے .... عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا ؟ " بہت اچھے موقع پر آئے پیارے دوست ! میرا پرس دوسرے کوٹ کی جیب میں گھر پر ہی رہ گیا ہے ...."

فیاض اسے گھورتا ہوا تیسری کرسی پر بیٹھ گیا اور جوزف اٹھتا ہوا بولا

"کیا میں باہر ٹھہروں باس ـــــ !"

"ہاں .... ہاں .... ٹھیک ہے .... جاؤ !" فیاض نے ہاتھ ہلا کر کہا اور عمران نے مسکرا کر جوزف کو آنکھ ماری !

وہ چپ چاپ باہر چلا گیا۔

"تم ابھی اس سے کیا گفتگو کر رہے تھے !" فیاض نے عمران کو سرد لہجے میں مخاطب کیا

"کیوں بتاؤں ! تم سارے میں کہتے پھرو گے !" عمران شرما کر بولا۔

"کیا تم کبھی آدمیت کے جامے میں نہیں ہوتے !"

"سوتے وقت .... شاید اسے سیلپنگ سوٹ کہتے ہیں انگریزی میں !"

"میں بہت پریشان ہوں !" فیاض اس کی اوٹ پٹانگ کو نظر انداز کرتا ہوا بولا۔

"کیا . . . گیارھویں خوشی ہونے والی ہے گھر میں . . . . !" عمران نے پرمسرت لہجے میں پوچھا !

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو . . . . !"

"میں سمجھ گیا . . . . !" عمران سر ہلا کر بولا ! "لیکن ہلاکو اینڈ کمپنی کا مینیجنگ پارٹنر میں نہیں ہوں !"

"تو تمہیں علم ہے !" فیاض نے طویل سانس لی ۔

"سارے شہر کو علم ہے سوپر فیاض . . . . آخر تم مجھے ہی کیوں آنکھیں دکھلاتے ہو ! حالانکہ اگر آنکھیں دکھلانے والا شعر پڑھ دوں تو تم مجھے شوٹ کر دو گے !"

"لیکن سارے شہر کو اس کا علم نہیں کہ اکتالیس کتوں کے ساتھ میرے اکتالیس آدمی تین دن سے غائب ہیں !"

"کیا مطلب —— !"

"انسپکٹر شاہد سمیت اکتالیس آدمی ۔"

"یہ اطلاع میرے لئے بالکل نئی ہے . . . . میں نے تو وہیں سے "باقی آئندہ" کر دیا تھا جب تم نے کتے پکڑوانے شروع کئے تھے !"

اس کے بعد شاہد نے ہر کتے کے پیچھے ایک آدمی لگا دیا تھا اس وقت تک کوئی ایسی رپورٹ نہیں ملی تھی جس کے مطابق ان کتوں کا تعاقب کسی نے ایک بجے شب کے بعد کیا ہو !"

"اور وہ سب تین دن سے غائب ہیں !"

"ہاں —— !"

"اب تم دو آدمیوں کے پیچھے کتے لگا دو —— کیا یاد کریں گے !"

"میں ناحق آیا تمہارے پاس . . . !" فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا ۔

"بیٹھو . . . ! بیٹھو . . . . ! وہ اکتالیس کتوں کا تعاقب کر رہے ہوں گے اور تم میرا تعاقب کرتے پھر رہے ہو ! اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم میں سے کتا کون ہے !"

فیاض اسے گھورتا ہوا دوبارہ بیٹھ گیا ۔

"کیا پیو گے ؟" عمران نے بڑے پیار سے پوچھا —— !

"تمہارا خون . . . !"

"بیوی کی صحبت میں زبان بھی بیگماتی ہوتی جا رہی ہے ! اپنی خبر لو پیارے فیاض ——"

"تم جوزف سے کتوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے !"

"وہ بھی کم تو نہیں ہے ! خیر ہاں تم پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو ؟"

"تم ہلاکو اینڈ کمپنی کے بارے میں کیا جانتے ہو . . . !"

"بغداد پر حملہ کیا تھا اس ناہنجار نے اور تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا اور اب کتے پال رہا ہے شاید . . . ؟ ویسے فیاض صاحب —— ان اکتالیس آدمیوں کو صبر کر لو —— !"

"کیوں ؟"

"ہلاکو اینڈ کمپنی ۔ "ہاراکاری" کا نیا روپ معلوم ہوتا ہے ۔"

"یہ کیا بلا ہے ——"

"ہاراکاری !" عمران نے طویل سانس لے کر کہا ۔ "افریقہ کے بعض حصوں میں قحط کی علامت کو کہتے ہیں —— ایک ایسا سیاہ کتا جس کی

"اس سے اس معاملے کا کیا تعلق —— !"

"خاموشی سے سنو ! . . . . ان سیاہ کتوں پر ہاراکاری تحریر ہوتا تھا . . . . . جس گھر میں اس قسم کا کوئی کتا داخل ہوتا وہاں کوئی نہ کوئی قدرتی یا غیر قدرتی موت ضرور مرتا تھا !"

"اوہو —— کب کی بات ہے . . . ."

"انیس سو چھیالیس . . . . بہرحال مقامی آدمیوں نے جھلا کر کالوں کی بستی پر حملہ کر دیا . . . اس طرح تین سو کالے مارے گئے مقامی لوگوں کا خیال تھا کہ کوئی افریقی جادوگر انہیں خوف زدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے . . . . ؟

"اصل واقعے کی طرف جلدی سے آ جاؤ !" فیاض نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے مضطربانہ کہا . . . .

"اصل واقعہ !" عمران نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں . . . !

"ہاں ہاں —— کیا وہ حقیقتاً کوئی افریقی جادوگر تھا —— ؟"

"فیاض کیا تم مجھے افریقی جادوگر سمجھتے ہو !"

"پھر الجھنے لگے . . . !" فیاض نے آنکھیں دکھائیں ۔

"چائے پیو اور گھر جاؤ . . . . میرے پاس طلسمی آئینہ نہیں ہے کہ تمہیں دھڑا دھڑ احوال جہاں سے آگاہ کرتا رہوں گا —— ! میں تو یہ بتا رہا تھا کہ ایک بار پیرس بھی کتوں کی تفریح گاہ بن گیا تھا —— اور سفیدوں نے تین سو کالے مار دیئے تھے —— !"

"بہرحال —— تم میرے لئے کچھ نہیں کر سکتے ؟ فیاض اسے گھورتا

"میں نے یہ تو نہیں کہا —— !" عمران نے شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا ! "لیکن اگر یہ سر سلطان کے محکمے کا کیس بن گیا تو پھر تم مجھے گولی تک مار دینے پر تلے نظر آؤ گے ۔"

"مجھے اس سے قطعاً کوئی سروکار نہ ہوگا ۔ مجھے صرف اپنے اکتالیس آدمیوں کی فکر ہے —— !"

"بیالیسواں مجھے شمار کرو ——"

فیاض خاموش ہو گیا لیکن عمران کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا پھر کچھ سوچتا ہوا ایک بیک اٹھا اور خاموشی سے باہر چلا گیا تھا ۔ عمران کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ دکھائی دی تھی اور پھر وہ احمقانہ انداز میں صدر دروازے کو گھورنے لگا تھا —— !

اتنے میں جوزف دکھائی دیا . . . . اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا جسے اس نے اس طرح پکڑ رکھا تھا جیسے گرفت ڈھیلی پڑتے ہی ہاتھ سے نکل جائے گا ۔ قریب پہنچ کر اس نے اسے عمران کی طرف بڑھا دیا ۔

کسی نے شاید جلدی میں دو سطریں پنسل سے گھسیٹ دی تھیں ——

"یقیناً تم بیالیسویں آدمی ہو گے اگر اس چکر میں پڑے ! کوئی کتا تمہیں بھی لے جائے گا ۔"

"کس نے دیا . . . ." عمران اٹھتا ہوا بولا ۔

"باہر کھڑا ہے باس ! کہتا ہے دو دن سے بھوکا ہوں ۔" جوزف نے مغموم لہجے میں کہا ۔

عمران سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"کیوں کیا ہوا باس! جو کچھ دینا ہے دیدو! میں اسے دے آؤں!"

"اسے یہیں بلا لاؤ.....!" عمران نے نرم لہجے میں کہا اور سر کھجانے لگا!

جوزف بڑی تیزی سے مڑا تھا اور عمران نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر بل طلب کیا تھا۔!

جوزف دو منٹ سے پہلے واپس نہ آ سکا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں —!

"کیا اس نے ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل کی فرمائش کی ہے!" عمران نے بوکھلا کر پوچھا۔

"نہیں باس! وہ تو غائب ہو گیا....!"

"بیٹھ جا! پر کٹے کوّے — کیا کہا تھا اس نے....!"

"میرے سامنے اس نے کچھ لکھا تھا... اور مجھے دے کر کہا تھا کہ تمہارے باس اکثر مجھے خیرات دیتے رہتے ہیں!"

"حلیہ کیا تھا!"

"حلیہ.... ! پتہ نہیں باس..... بس وہ غریب آدمی تھا میلے کچیلے لباس میں۔ انگریزی بڑی روانی سے بول سکتا تھا۔ اسی پر تو مجھے افسوس ہوا تھا باس........ میں نے یہاں دیکھا ہے کہ انگریزی بولنے والے سفید پوش اور اچھی حیثیت کے لوگ ہوتے ہیں۔!"

"لیکن یہ تحریر تو اُردو میں ہے....؟"

"یہ تم لوگوں کا اپنا معاملہ ہے باس میں کیا کہہ سکتا ہوں... کچھ لوگ تو ایک ہی وقت میں اُردو اور انگریزی دونوں بولتے ہیں —!"

"یہ.... یہ... !" عمران کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔ کاغذ کا ٹکڑا بڑی احتیاط سے تہہ کر کے نوٹ بک میں رکھتے ہوئے اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور پلیٹ میں بل کی قیمت رکھ کر اُٹھ گیا۔

دونوں باہر نکلے.... وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اسے پرچہ بھجوانے والا حقیقتاً کیپٹن فیاض کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک نہ صرف آیا ہوگا بلکہ اس نے دونوں کی گفتگو بھی سُنی ہوگی ورنہ وہ بیالیسویں آدمی کا حوالہ کیونکر دے سکتا۔

○

کلاڈیا بیلی فارم ہاؤز کے پائیں باغ میں کھڑی اس شخص کی نگرانی کر رہی تھی جو نایاب پھولوں کے بیج کیاریوں میں ڈال رہا تھا.... بیلی کا خیال تھا کہ وہ ایسے بیج چُرا کر فروخت کر دیا کرتا ہے!

کلاڈیا بیلی.... فادر جیکسن بیلی کی لڑکی تھی۔ شہر سے باہر ان لوگوں کا ایک بہت بڑا فارم تھا جس میں زیادہ تر کیلوں اور ترکاریوں کی کاشت ہوتی تھی.... جیکسن بیلی چالیس سال قبل یورپ کے کسی ملک سے یہاں پادری کی حیثیت سے آیا تھا اور پھر یہیں کا ہو کر رہ گیا تھا.... ایک مقامی عیسائی خاتون سے شادی کر کے وہ مطمئن زندگی گزارنے لگا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ مشرق سکون کا گہوارہ ہے اور مشرقی عورت خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہو، بہترین بیوی ثابت ہوتی ہے۔ مسز بیلی اس کے معیار پر پوری اتری تھی...!

اس سے صرف کلاڈیا پیدا ہوئی تھی جس نے رنگت باپ کی پائی تھی اور گہری سیاہ آنکھیں ماں کی طرف سے حصہ میں آئی تھیں۔!

دل کی بھی بُری نہیں تھی۔ لیکن یہ شخص جو اس وقت کیاریوں میں بیج ڈال رہا تھا اسے کبھی اچھا نہ لگا تھا۔ پچھلے تین ماہ سے وہ اسے فارم پر دیکھ رہی تھی۔ بھیک مانگتا ہوا وہاں آیا تھا اور اس کے باپ کے لعن طعن کرنے پر انہی کے یہاں اس نے نوکری کر لی تھی۔ پادری نے کہا تھا کہ وہ اتنا مضبوط اور ہٹا کٹا ہو کر بھیک کیوں مانگتا ہے۔ اس پر اس نے جواب دیا تھا کہ جب کہیں کوئی کام ہی نہ ملے تو پیٹ کیونکر پالا جائے۔ جیکسن بیلی کو ایک مزدور کی ضرورت تھی لہٰذا اسے کام مل گیا تھا۔

نہ جانے کیوں کلاڈیا کو ایسا محسوس ہوتا جیسے اس آدمی کے ظاہر و باطن میں زمین و آسمان کا فرق ہو — یہ اس کی چھٹی حس تھی ورنہ ابھی تک وہ اس کے خلاف کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکی تھی —!

اس وقت بھی وہ حسبِ عادت اس کی ٹوہ میں تھی...... اپنی خواب گاہ کی کھڑکی سے اس طرح اس کی نگرانی کر رہی تھی کہ اس کی نظر اس پر نہ پڑنے پائے۔

ان کا یہ فارم قومی شاہراہ کے کنارے ہی واقع تھا اور وہ اس کھڑکی سے سڑک پر بھی دیکھ سکتی تھی۔

اچانک فارم کے پھاٹک پر ایک بڑی سی بند گاڑی آ رکی.... اور اس کا ہارن بجایا جانے لگا۔

کلاڈیا نے اس مزدور کو چونکتے دیکھا جو کیاریوں میں بیج ڈال رہا تھا.....

پھر وہ اٹھ کر پھاٹک کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے بیج ڈالنے کا سامان وہیں پھینکا تھا اور دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف چلا گیا تھا....!

کلاڈیا کی نبض تیز ہو گئی! گاڑی کے قریب پہنچ کر مزدور نے اِدھر اُدھر دیکھا اور اپنے ڈھیلے ڈھالے کُرتے کے نیچے سے کوئی چیز نکال کر ڈرائیور کو تھما دی تھی اور پھر دوڑتا ہوا اندر چلا آیا تھا۔

اتنے میں کلاڈیا بھی برآمدے میں پہنچ چکی تھی۔

"کیا بات ہے اس نے مزدور سے سخت لہجے میں پوچھا!

"وہ.... وہ لوگ پیاسے ہیں میم صاحب... پانی چاہیئے...!"

کلاڈیا نے طویل سانس لی.....

اب وہ جگ میں پانی اور گلاس لئے گاڑی کی طرف دوڑا جا رہا تھا.....

کلاڈیا اسے دیکھتی رہی! وہ سوچ رہی تھی کہ واپسی پر اس سے پوچھے گی کہ پہلے اس نے کُرتے کے نیچے سے کیا چیز نکال کر ڈرائیور کو دی تھی....!

ڈرائیور پانی پی کر نیچے اترا اور گاڑی کا پچھلا حصہ کھول کر ایک بڑا سا السیشن کتا نیچے اتارا... اور اس کی زنجیر مزدور کے ہاتھ میں تھما دی!

ایک بار پھر کلاڈیا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا....

گاڑی چلی گئی اور مزدور کتے کی زنجیر تھامے واپس ہوا... گلاس اس نے جگ میں ڈال دیا تھا.... داہنے ہاتھ میں کتے کی زنجیر تھی اور بائیں ہاتھ میں جگ!

"یہ کتا کیسا ہے ؟ . . . . . کلاڈیا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"وہ لوگ دے گئے ہیں راستے میں کہیں آوارہ پھر رہا تھا میم صاحب! زنجیر سمیت !"

"یہ تو میں نے نہیں پوچھا میم صاحب ۔ !" .

"تم نے لے کیوں لیا . . . . پاپا کتے نہیں پالتے . . . !"

"اب میں کیا کروں میم صاحب . . . . . ! وہ دے گیا . . ."

"اتنا سیدھا کتا زنجیر سمیت آوارہ گردی نہیں کر سکتا ! ۔ ٹھہرو ۔ ! میں پاپا سے کہتی ہوں . . . . !"

صاحب خفا ہوئے تو میں اسے نہیں رکھوں گا . . . . میم صاحب !"

تھوڑی دیر بعد اس کتے کے گرد بھیڑ لگ گئی ۔ پادری جیکسن کہہ رہا تھا

"میں نے اتنا سیدھا کتا آج تک نہیں دیکھا . . . . . اجنبیوں میں کتنے سکون سے کھڑا ہے . . . . !"

دفعتہً کلاڈیا چونک پڑی اور پادری کو الگ لے جا کر بولی ! "کہیں یہ کتا ھلاکو اینڈ کو سے نہ تعلق رکھتا ہو . . . ."

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں . . . . . ! سدھا ہوا ایلسیشین ان اطراف میں کہاں . . . . !"

"پھر اس کا کیا کریں ۔ !" کلاڈیا نے کہا اور مزدور کو آواز دی ! . . . .

وہ کتے سمیت قریب چلا آیا اور کتا آتے ہی کلاڈیا کے پیروں کے قریب بیٹھ گیا ۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ سالہا سال سے اس کی مالکہ ہو . . . . !

"عجیب ہے !" وہ آہستہ سے بڑبڑائی . . . . اور مزدور سے پوچھا !

تم نے اپنی جیب سے کیا چیز نکال کر ڈرائیور کو دی تھی . . . . !"

"تم ۔ ماچس میم صاحب . . . . ! اس نے ماچس مانگی تھی ، سگریٹ سلگانے کے لیے !"

"اور وہ پیاسا بھی تھا . . . !"

"جی میم صاحب . . . . . !"

"پانی سے پہلے وہ ماچس نہیں مانگ سکتا . . . ."

"ج . . . . جی . . . . میم صاحب . . . . اب میں کیا جانوں . . ."

"یا تم جھوٹے ہو . . . . یا وہ پیاسا ہرگز نہیں تھا !"

"کیوں فضول بحثوں میں پڑی ہو !" پادری نے جھنجھلا کر کہا . . . .

"یہ آدمی مجھے شروع ہی سے پُراسرار معلوم ہوتا رہا ہے !" کلاڈیا نے اس بار اردو ہی میں کہا تھا۔

"احمق ہو تم . . . . جاسوسی ناول پڑھ پڑھ کر اپنا دماغ خراب کر بیٹھی ہو !"

"کسی دن یہ کوئی بڑی حرکت کرے گا . . . !"

"میں جا رہا ہوں تمہارا جو دل چاہے کرو . . . . !"

"کس بارے میں — !"

"کتے سے متعلق — !"

"مجھے یہ اچھا لگ رہا ہے . . . !"

پادری چلا گیا . . . . . اور کلاڈیا مزدور کو گھورتی ہوئی بولی ۔ "اچھی بات ہے اس کی دیکھ بھال تم ہی کرو گے — !"

"بہت اچھا میم صاحب !" وہ خوش ہو کر بولا ! "ایک ماچس کے بدلے یہ کیا برا ہے !"

"ماچس کے بدلے !"

"اور کیا —— اس نے ماچس واپس کب کی تھی !"

"ماچس بکواس ہے ! مجھے یقین نہیں ! وہ تمہارا پرانا شناسا معلوم ہوتا ہے ۔ ہارن بھی اس نے مخصوص انداز میں بجایا تھا اور اب مجھے یاد پڑتا ہے کہ اکثر اسی انداز کے ہارن آس پاس سنتی رہی ہوں ۔ !"

"کیا آپ مجھ سے بہت زیادہ نفرت کرتی ہیں میم صاحب !"

"اس بے تکے سوال کا مطلب —— !"

"مجھ پر کوئی بڑا الزام رکھ کر نوکری سے الگ کرنا چاہتی ہیں !"

کلاڈیا سے اس بات کا کوئی فوری جواب نہ بن پڑا۔

"آخر آپ مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہیں ؟" مزدور نے غمناک لہجے میں کہا ! "میرا دنیا میں کوئی نہیں ہے . . ."

اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا ۔ کلاڈیا طبعاً نرم دل تھی ۔ بوکھلا گئی . . . .

"ارے . . . ارے . . . . تم رونے کیوں لگے . . . م . . . میں . . . . تم سے نفرت نہیں کرتی . . . . خاموش ہو جاؤ . . . خاموش ہو جاؤ ——"

لیکن وہ روتا ہی رہا . . . کتا اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اسے سونگھنے لگا . . . پھر کلاڈیا کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا ۔ اور کلاڈیا کو ایسا لگا جیسے کتا اس کے لئے مغموم ہو ۔ کلاڈیا سے التجا کر رہا ہو کہ اب وہ اس کا

مزید دل نہ دکھائے . . . ! نہ جانے کیوں کلاڈیا کی آنکھیں بھی بھر آئیں . . . . . اور اس نے وہاں سے ہٹ جانا ہی مناسب سمجھا ۔ !

رات تک وہ اس کے متعلق سوچتی رہی تھی ! ہو سکتا تھا کہ اپنے بیان کے مطابق اس نے ڈرائیور کو ماچس ہی دی ہو ۔ پھر وہ اس کی طرف سے غیر مطمئن کیوں تھی ۔ اسے چور کیوں سمجھتی تھی . . . . وہ ہمیشہ اس فکر میں کیوں رہتی تھی کہ کسی طرح اس کی کوئی چوری پکڑ لے — وہ اپنے ذہن کو کریدتی رہی لیکن اسے چور سمجھ لینے کا کوئی معقول جواز ہاتھ نہ آیا . . . . الجھتی رہی — الجھتی رہی حتیٰ کہ نیند ہی اڑ گئی ——

کبھی اٹھ کر کھڑکی کے قریب جا کر کھڑی ہوتی اور کبھی بستر پر لیٹ جاتی ۔

دو بج گئے لیکن نیند ندارد — تھک ہار کر ٹیبل لیمپ کی لائٹ آن کرنے ہی جا رہی تھی کہ کسی گاڑی کا ہارن سنائی دیا ۔ ہارن بجانے کا وہی مخصوص انداز تھا جو وہ صبح سن چکی تھی ۔

بستر سے اچھل کر وہ کھڑکی پر آئی اور فارم کے پھاٹک کی سمت اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگی ۔

مطلع غبار آلود نہ ہونے کی بنا پر تاروں کی چھاؤں خاصی کھُلی ہوئی تھی ۔ اس نے دیکھا کہ کوئی پھاٹک کی طرف جا رہا ہے . . . . بس پھر وہ عجیب سے ہیجان میں مبتلا ہو گئی ۔ بہر حال کمرے سے باہر نکل جانے کا فیصلہ اس نے فوری طور پر کیا تھا ! کچھ سوچے سمجھے بغیر اس نے نائٹ گاؤن پہنا اور برآمدے میں نکل آئی . . . . پھر آگے بڑھ ہی رہی تھی کہ پاس کی غرّاہٹ سنائی دی !

"تم کہاں جا رہی ہو — !"

"وہ .... وہ !" کلاڈیا مڑ کر ہکلائی ! "وہ گاڑی .... بالکل اسی طرح کا ہارن .... اور وہ .... !"

"بکواس مت کرو .... جاؤ اپنے کمرے میں .... !"

کلاڈیا بُری طرح بوکھلا گئی ! پادری نے کبھی اس سے ایسے خراب لہجے میں گفتگو نہیں کی تھی۔

وہ سسکیاں لیتی ہوئی اپنے کمرے میں واپس آگئی اور بستر پر گر کر کسی ننھی سی بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

* * *

عمران نے بحیثیت ایکسٹو اپنے ماتحتوں کو ہدایت کر دی تھی کہ کوئی اس کی طرف رُخ بھی نہ کرے .... وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ جس نے بیالیسویں کٹنے والی دھمکی دی تھی وہ اب اس سے بے خبر نہ ہوگا .....

پھر جب جولیا نافٹز واٹر نے اسے رنگ کر کے ایکسٹو کی اس ہدایت سے متعلق بتایا تو اس نے احمقانہ انداز میں ہنس کر کہا "تمہارے چیف کو شیڈو فوبیا ہو گیا ہے ... یقیناً اس نے خواب میں دیکھا ہوگا کہ کوئی میرا تعاقب کر رہا ہے۔"

جولیا اس کی بکواس کو نظر انداز کر کے بولی "تم سائیکو مینشن کی طرف بھی نہیں آؤ گے — !"

چھوڑ کر کہیں اور مکان لے لو — !"

"کیوں ؟ جولیا نے پُرشوق لہجے میں پوچھا !

"جب بہت دنوں بسورنے کا موقع نہیں ملتا تو تمہاری شکل دیکھنے کو جی چاہتا ہے !"

"تم گدھے ہو !" .... جولیا بھنا گئی۔

"نہ ہوتا تب بھی کیا فرق پڑتا — !"

"ایکسٹو نے اس قسم کے احکامات کیوں جاری کئے ہیں !"

"لات مارنے لگا ہوں — !" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا

اب وہ بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کر رہا تھا ! دوسری طرف سے فوراً جواب ملا۔

"رپورٹ !"

"کیپٹن فیاض کے ان اکتالیس آدمیوں کا سراغ ابھی تک نہیں مل سکا۔ .... اب وہ اس خبر کو پریس میں دینے جا رہا ہے .... ؟"

"کیا نیوز ریلیز کر دی — !"

"میری معلومات کے مطابق ایک گھنٹے بعد کر دے گا۔

سلسلہ منقطع کر کے اس نے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائل کئے ! لیکن وہ اس وقت دفتر میں موجود نہیں تھا۔

پندرہ بیس منٹ انتظار کر کے دوبارہ اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔

"کون ہے !" دوسری طرف سے فیاض ہی کی آواز آئی۔

"خدائی فوجدار"

"اوہو — کیا بات ہے ؟"

"سنا ہے کہ تم تلاش گمشدگان کا اشتہار دینے جا رہے ہو !"

"خبر پریس کو دے دی گئی ہے !"

"کیا اس سے شہر میں ہراس نہیں پھیلے گا — !"

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"تم سے جواب طلب کیا جا سکتا ہے !"

"جواب طلب کرنے والوں ہی کے حکم سے یہ ہُوا ہے !"

"اوہ .... اچھا .... !"

"اور کچھ .... !"

"چالیس اور علی بابا کی خدا حفاظت کرے۔ اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ ٹاٹا .... !"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے جوزف کو آواز دی ———

وہ کمرے میں داخل ہو کر بت کی طرح کھڑا ہو گیا !

"وردی پہنو ! دونوں ریوالور ساتھ لو .... اور مجھے اسکورٹ کرو !" عمران نے اس سے کہا !

جوزف نے ایڑیاں بجائیں اور گھوم کر باہر نکل گیا۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد عمران اس شان سے باہر نظر آیا کہ جوزف کی موٹر سائیکل اس کی کار کے آگے آگے چل رہی تھی اور کار عمران کی بجائے سلیمان ڈرائیو کر رہا تھا ... !

عمران پچھلی سیٹ پر اس طرح اکڑا بیٹھا تھا جیسے سچ مچ کسی والیٔ

گاڑی میں دو عقب نما آئینے تھے ایک کو اس نے اس طرح سیٹ کیا تھا کہ پیچھے آنے والی گاڑیوں پر نظر رکھ سکے ....

دفعتاً سلیمان نے پوچھا ! "بارات کہاں جائے گی صاحب !"

"سلیمان .... آج تجھے معلوم ہوگا کہ تیرے حلق سے جو تر غذائیں اترتی ہیں ان کے لئے مجھے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔"

"ارے .... باپ رے .... !"

"کیوں .... کیا ہُوا .... !"

"رات سے میرا پیٹ خراب ہے .... مجھے تو آپ معاف ہی کر دیں !"

"پیٹ ٹھیک ہونے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے تُو تر نوالے حلق سے اتارنا چھوڑ دے۔ مونگ کی دال کا بدلہ میں آج ضرور لوں گا — !"

"آپ گھر میں کھانا کب کھاتے ہیں !" سلیمان نے روہانسی آواز میں کہا۔

"جب بھی کھاتا ہوں مونگ کی دال ہی کی اطلاع ملتی ہے !"

"اب میں اس کو کیا کروں کہ وہ دن مونگ کی دال ہی کا ہوتا ہے۔"

"سلیمان .... !"

"جناب عالی .... !"

"یونہی بے مقصد سڑک پر چکر کاٹنا ہے .... !"

"اور وہ کلوٹا کسی اور طرف مڑ گیا تو .... !"

"وہ جس طرف بھی مڑے مڑتے رہو .... !"

"اللہ رحم کرے میرے حال پر .... آج جان گئی .... پہلے کبھی

ایسا نہیں ہوا۔"

"جہاں جوزف رُکے۔۔۔۔ وہیں گاڑی روک دینا!"

"پھر اتر کر بھاگوں۔۔۔۔ یا سیٹ پر لیٹ جاؤں؟"

"جیسا موقع ہو۔۔۔!"

"اے اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔۔۔!"

"ضرور معاف کرے گا کہ تُو خود تو پلاؤ اڑاتا ہے۔۔۔ اور مجھے مونگ کی دال پر ٹرخانے کی کوشش کرتا ہے۔"

"پلاؤ وغیرہ آپ ہی کے لئے تو پکا کر رکھتا ہوں۔ جب آپ کھانے کے وقت موجود ہی نہ ہوں تو کیا کروں۔۔۔ خود زہر مار کرنا پڑتا ہے!"

اچانک جوزف نے ایک گلی میں اپنی موٹر سائیکل موڑ دی۔۔۔۔ اور سلیمان اسے برا بھلا کہتا ہوا ـــ اسی طرف موڑنے لگا۔۔۔!"

جوزف نے اسی گلی میں موٹر سائیکل روکی تھی!

عمران نے سلیمان سے کہا۔ "اب تم بھی رک جاؤ۔۔۔!"

سلیمان نے گاڑی روک دی۔۔۔ جوزف موٹر سائیکل ایک کنارے کھڑی کر کے گاڑی کی طرف آرہا تھا۔

"اب تم دونوں یہاں سے کھسک جاؤ!" عمران نے سلیمان سے کہا!

"اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔۔! مگر صاحب واپسی کب ہوگی۔۔۔!"

"کیوں۔۔۔۔!"

"فلم کھوتے دا پُتر سلور جوبلی ہفتہ منارہی ہے۔۔۔ میں نے ابھی تک نہیں دیکھی!"

"ابے تو کیا دو چار دن مسلسل دیکھتے رہنے کا ارادہ ہے۔۔۔!"

"جب تک فلم پوری طرح سمجھ میں نہیں آجاتی دیکھتا رہتا ہوں۔۔۔۔!"

"حرامخور۔۔۔" کہتے ہوئے عمران نے پرس نکالا اور دس کا ایک نوٹ اس کے حوالے کرتا ہوا بولا! "اس میں پورا نہ پڑے تو قرض ادھار کر لیجیو۔۔۔۔ واپسی پر ادا کر دوں گا۔۔۔!"

"اللہ آپ کو ہمیشہ کنوارا رکھے۔۔۔!" سلیمان نے نوٹ لے کر دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

جوزف گاڑی کے قریب گم سم کھڑا انہیں گھورے جا رہا تھا!

عمران گاڑی سے اتر گیا اور جوزف نے اس کی جگہ لے لی۔۔۔

"پیچھے بیٹھیں گے لاٹ صاحب!" سلیمان بڑبڑایا! "جیسے میں اس کے باپ کا نوکر ہوں!"

"ہاں۔۔۔۔ تم امارہ باپ کا نوکر ہے!" جوزف عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔۔۔۔

"دیکھو۔۔۔۔ مردود۔۔۔۔ اگر میری عدم موجودگی میں تم دونوں نے جھگڑا کیا تو واپسی پر چمڑی ادھیڑ دوں گا۔۔۔!" عمران نے انہیں گھونسہ دکھا کر کہا! "اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔!"

سلیمان نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی!

عمران نے آگے بڑھ کر موٹر سائیکل سنبھالی۔ اس نے یہ کھڑاگ اسی لئے پھیلایا تھا کہ اپنی پوزیشن کا اندازہ کر سکے۔

حقیقتاً اس وقت اس کا تعاقب نہیں کیا گیا تھا لہذا یہی سمجھا جاسکتا تھا کہ وہ آدمی جس

تھی در اصل فیاض ہی کا تعاقب کرتا ہوا اس ریستوران تک پہونچا تھا۔

اگر اس وقت اس کا تعاقب نہیں کیا گیا تھا تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ ان لوگوں کی نظروں میں عمران کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اگر وہ اس کے کارناموں کا علم بھی رکھتے تھے تو اپنی محفوظ پوزیشن کے پیش نظر انہیں اس کی قطعاً پرواہ نہیں تھی۔!

اس نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور گلی پار کر کے دوسری سڑک پر آنکلا۔۔۔۔ اسے اپنے ایک پرانے دوست ڈینی ولسن کی تلاش تھی۔ وہی ڈینی ولسن جس نے ایک بار اپنے سدھائے ہوئے جانوروں سمیت اس کے ساتھ شکرال کا سفر کیا تھا۔

عمران کی واقفیت میں وہ اپنے وقت کا بہترین ٹرینر تھا۔۔۔ اس کے سدھائے ہوئے جانوروں کی مانگ اکثر دوسرے ممالک سے بھی آتی تھی۔

عمران نے فون پر اس سے کئی بار رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا اسسٹنٹ یہی کہتا رہا تھا کہ وہ گھر پر موجود نہیں ہے۔!

آخری بار جب عمران نے اپنا نام بتایا تو اسسٹنٹ نے بڑی بے چینی سے کہا تھا! "ماسٹر عمران ہیں تو آپ یقیناً اس سلسلے میں میری کوئی مدد کر سکیں گے۔۔۔۔ مسٹر ڈینی ولسن شاید کسی بڑی دشواری میں پڑ گئے ہیں پچھلے چھ ماہ سے وہ کئی کئی دن بعد صرف تھوڑی دیر کے لئے اپنے آدمیوں میں آتے ہیں۔۔۔ اور پھر غائب ہو جاتے ہیں۔۔۔!"

اس کہانی پر عمران کے کان کھڑے ہوئے تھے! اور اس نے اس سے کہا تھا کہ وہ جلد ہی اس تک پہونچنے کی کوشش کرے گا!

○

کلاڈیا بیلی کی صبح بڑی ناخوشگوار تھی۔۔۔۔ باپ کی جھڑکی نے ابھی تک اس کا موڈ ٹھیک نہیں ہونے دیا تھا۔ ناشتہ اس نے خواب گاہ میں ہی کیا اور معمول کے مطابق پائیں باغ میں بھی نہ گئی۔۔۔۔

تین بجے کے قریب روتے روتے سو گئی تھی۔۔۔۔ جیکسن بیلی کا رویہ اس کے لئے بالکل نیا تھا۔۔۔۔ اس نے کبھی اس سے تلخ لہجہ میں بھی گفتگو نہ کی تھی چہ جائیکہ اس طرح ڈانٹنا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ طبیعت کی اس گھبیرگی کو کہیں نہ کہیں جھٹکنا ہی تھا۔ براہِ راست باپ سے نہیں الجھ سکتی تھی ـــــ لیکن بہرحال اپنی کسی نہ کسی حرکت کے ذریعہ یہ تو جتانا ہی چاہتی تھی کہ باپ کے رویئے کا اس پر کیا ردعمل ہوا ہے!

نو بجے اس نے گیراج سے چھوٹی گاڑی نکالی اور گھر سے نکل کھڑی ہوئی ـــــ آج وہ خبیث مزدور اسے کہیں بھی نہ دکھائی دیا جس کی وجہ سے وہ ذہنی طور پر اس حال تک پہونچی تھی۔ اس کا نام ظفر تھا لیکن وہ اسے ڈفر کہتی تھی۔!

اس کی گاڑی کا رُخ ہائی وے پر شہر کی جانب تھا! وہ سوچ رہی تھی کہ پورا دن شہر میں گزار کر رات گئے واپس آئے گی حالانکہ پہلے کبھی ایسا

نہیں ہوا تھا۔ . . . وہ عموماً فادر بیلی ہی کے ساتھ شہر جاتی تھی۔ کبھی تنہا جانا ہوتا تو واپسی پر دیر نہ لگاتی۔

زیادہ تر ایک عورت کی شخصیت اسے شہر کی طرف لے جاتی تھی——

کیونکہ اس میں اسے اپنی آنجہانی ماں کی جھلکیاں ملتی تھیں۔ وہ بالکل اسی کی طرح ہنسنے ہنسانے والی اور شفیق عورت تھی۔ جوان العمر تھی لیکن نہ جانے کیوں کلاڈیا خود کو اس کے سامنے بچہ محسوس کرنے لگتی تھی۔ ہو سکتا ہے ماں سے کسی قدر مشابہت ہی اس کی وجہ رہی ہو! . . . .

وہ ایک اینگلو برمیز عورت تھی اور اس کا نام روشی تھا۔ . . . . اردو روانی سے بول سکتی تھی۔ خود کلاڈیا جو یہیں کی پیداوار تھی اتنی اچھی اردو نہیں بول سکتی تھی—— وہ ایک فرم میں کسی اچھے عہدے پر فائز تھی . . . اور کلاڈیا کے تجربے کے مطابق جب چاہتی آفس چھوڑ کر گھر بیٹھ رہتی! کئی بار وہ اس کے ساتھ فارم پر بھی آ چکی تھی۔ فادر جیکسن بیلی بھی اس سے واقف تھا——!

ان کی ملاقات کئی سال پہلے اتفاقاً ایک تقریب کے موقع پر ہوئی تھی اور دونوں دوست بن گئی تھیں——!

شہر پہونچکر اس نے روشی کے فلیٹ کا رخ کیا! وہ آفس میں تھی ملازمہ نے اس کا استقبال کیا اور فون پر روشی کو اس کی آمد کی اطلاع دی——!

روشی نے آدھے گھنٹے کے اندر اندر گھر پہنچنے کی کوشش کی تھی . . .

"ہلو کلاڈی ڈیئر . . . . کتنے دنوں بعد میں تمہیں یاد آئی ہوں . . . ؟

روشی نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

بس اسی قسم کی چیزیں کلاڈیا کو بے حد متاثر کرتی تھیں . . . وہ دس سال کی تھی جب اس کی ماں ہیضے میں مبتلا ہو کر اچانک مر گئی تھی . . . .

ممتا کی بھوک ہی نے اسے روشی سے اتنا قریب کر دیا تھا۔ روشی کی گرم جوشیوں میں اسے ممتا کی جھلکیاں ملتی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد طے پایا کہ وہ کسی اچھے ہوٹل میں لنچ کریں گے۔

"لیکن یہ تمہیں ہوا کیا ہے!" روشی نے اس سے پوچھا: "تم اتنی مضمحل اور کھوئی کھوئی سی کیوں ہو!"

"کچھ بھی نہیں!" کلاڈیا نے زبردستی ہنسنے کی کوشش کی!

"خیر چھوڑو—— تھوڑی دیر بعد تم خود ہی بتا دو گی . . . . وہ اس کا شانہ تھپک کر بولی: "مجھ سے تم کبھی کچھ نہیں چھپا سکیں!——"

اس پر کلاڈیا صرف مسکرا کر رہ گئی تھی!

ڈیڑھ بجے وہ نیگریس کے ڈائننگ ہال میں داخل ہوئیں۔ یہاں کراکری کے سوا ہر چیز سیاہ تھی . . . . سیاہ فرنیچر۔ سیاہ پردے . . . . . سیاہ گلدان اور اپنی رنگت سمیت سر تا پا سیاہ ویٹر . . . . ایسے ماحول میں سفید کراکری ایسی ہی لگتی تھی جیسے کوئی نیگریس ہنس پڑی ہو اور اس کے شفاف دانت نمایاں ہو گئے ہوں . . . . !

"ہم شاید یہاں پہلی بار آئے ہیں!" کلاڈیا نے کہا۔

"اس کے افتتاح کو صرف پندرہ دن ہوئے ہیں! . . . . . وہ دیکھو اس گوشہ میں نکل چلو . . . . ایک میز خالی نظر آ رہی ہے . . . !" روشی نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھی۔

بالکل ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے ایک سکنڈ کی بھی دیر ہو جانے پر وہ میز ہاتھ نہ آئے گی۔!

"بڑا عجیب ماحول ہے یہاں کا——" کلاڈیا نے کرسی کھسکا کر بیٹھتے ہوئے کہا . . . !

"مجھے پسند ہے! . . ." روشی نے کہا اور مینو اٹھا کر دیکھنے لگی! . . .

کلاڈیا چاروں طرف نظر دوڑا رہی تھی . . . . دفعتہً چونک پڑی!

بائیں جانب والے گوشہ میں ایک ایسا آدمی دکھائی دیا تھا کہ پہلے تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ سکا! لیکن وہ سو فی صد ظفر ہی تھا . . . بہترین قسم کے سوٹ میں ملبوس . . . . وہ اپنی میز پر تنہا تھا اور کسی طرف بھی متوجہ نہیں تھا۔

کلاڈیا اسے محض مشابہت ہی تصور کر کے نظر انداز کر دیتی . . . لیکن ظفر کی ایک مخصوص عادت کی بنا پر وہ ایسا نہ کر سکی . . . . وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے اپنے دہانے کے بائیں گوشے کو بھینچتے رہنے کا عادی تھا۔

. . . . اس وقت بھی اس کی یہی کیفیت تھی . . . . کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا . . .

کلاڈیا نے کسی قدر جھکتے ہوئے گلدان کو اپنے سامنے رکھ لیا . . . . اس کا خیال تھا کہ اس طرح ظفر اس کا پورا چہرہ نہ دیکھ سکے گا!

"یہ مینو دیکھو——!" دفعتاً روشی نے اسے مخاطب کیا! روشی کی پشت ظفر کی طرف تھی——!

"او—— —— ہاں . . . !" کلاڈیا چونک کر مینو کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"مجھے بتاؤ . . . کیا بات ہے! . . . . روشی اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"میں سچ مچ بہت پریشان ہوں روشی ڈیئر . . . . !"

"کیوں . . . ؟"

"یہاں اس وقت ایک ایسا آدمی موجود ہے جو میرے فارم پر مزدور کی حیثیت سے کام کرتا ہے!"

"اوہو . . . . تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے . . . . کیا تم فادر سے چھپ کر شہر آتی ہو؟"

"نہیں تو . . . . ! تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو . . . . . . وہ ایک شکستہ حال مزدور ہے جو آٹھ آٹھ دن تک شیو نہیں کر سکتا! پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے۔ لیکن اس وقت ایسا لگ رہا ہے جیسے . . کسی بہت اونچی سوسائٹی کا فرد ہو!" . . . .

"کہاں ہے . . . . ؟"

"اپنی پوزیشن بدل لو . . . . اس کرسی پر بیٹھ جاؤ . . . . !"

روشی اٹھ کر اس کی داہنی جانب والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"اب وہ دیکھو! . . . . اس گوشہ میں . . . !"

"اوہو . . . !" روشی چونک پڑی پھر اسے ہنسی آ گئی . . . . . اور اس نے کہا! "اگر تم اس آدمی کے متعلق کہہ رہی ہو جو اپنی میز پر تنہا ہے تو یہ تمہارا وہم ہی ہو گا!"

"ہاں میں اسی کے بارے میں کہہ رہی ہوں . . . !"

"تب تو پھر وہ کوئی اور ہی ہو گا جو تمہارے فارم پر کام کرتا ہے۔ یہ تو یہاں کا ایک بڑا صنعت کار ظفر الدین سپاٹا ہے . . . !"

"ظفر الدین . . . ظفر الدین! اس کا نام بھی ظفر ہی ہے . . . ؟"

"ہو سکتا ہے.... ایسے اتفاقات بھی ہوتے ہیں... دو آدمیوں کے درمیان شابہت بھی ہو سکتی ہے اور ان کے نام بھی ایک ہی ہو سکتے ہیں!"

"لیکن عادتیں تو ایک سی نہیں ہو سکتیں!"

"ہاں اس باب میں اختلاف ہو سکتا ہے!"

"دیکھو! وہ بار بار اپنے دہانے کا بایاں گوشہ بھینچتا رہتا ہے... کیا یہ ممکن ہے کہ میرے فارم پر کام کرنے والا بھی اسی مرض میں مبتلا ہو!..."

"اگر یہ بات ہے تو پھر سوچنا پڑے گا!"

"یہ آدمی عرصہ سے میرے لئے الجھن کا باعث رہا ہے.... اور وہ میری چھٹی حس تھی.... میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ یہ حقیقتاً اتنا ہی پُر اسرار ہو گا۔!"

روشی اسے بڑے غور سے دیکھے جا رہی تھی!

"تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو!" کلاڈیا گڑبڑا کر بولی۔

"عورت اس شخص کی کمزوری ہے...!" روشی مسکرائی۔

"تت... تو.... کیا مطلب...!"

"عورت ہی کے لئے یہ اس حد تک بھی جا سکتا ہے کہ اپنا کام کاج چھوڑ کر مزدوری پر اتر آئے....!"

"کیا تم اسے جانتی ہو...!"

"یہاں کے سارے شریف آدمیوں سے کچھ نہ کچھ واقفیت ضرور رکھتی ہوں!"

"وہ بھی تمہیں جانتا ہے؟"

"ضروری نہیں.... بہتیرے مجھے نہیں جانتے"

"اچھا اب تم اپنی جگہ آبیٹھو!.... میں نہیں چاہتی کہ وہ مجھے یہاں دیکھے!" کلاڈیا نے کہا! "میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ اور بھی بتانا چاہتی ہوں!"

روشی پھر سامنے والی کرسی پر جا بیٹھی! اتنے میں ویٹر بھی آگیا اور وہ اسے مطلوبہ ڈشوں کے نام لکھوانے لگی!

اس کے چلے جانے پر کلاڈیا نے اپنی کہانی شروع کر دی!... روشی بغور سنتی رہی۔ اسی دوران میں ویٹر مطلوبہ اشیاء بھی لا یا تھا!...

کھانا شروع کرنے سے قبل روشی نے کہا! "اگر وہ رو یا بھی تھا تو وہاں اس کی موجودگی کا باعث تم ہی ہو سکتی ہو!...."

"لیکن پاپا کا رویہ میری سمجھ سے باہر ہے... انہوں نے جس انداز میں مجھے ڈانٹا تھا.... خیر چھوڑو.... دیکھا جائے گا!...."

کلاڈیا سر جھکا کر کھانے لگی!..... روشی کسی سوچ میں گم تھی!

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا! "یقیناً فادر کا رویہ غیر واضح ہے!.... بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ وہ اس کی اصلیت سے واقف معلوم ہوتے ہیں! ورنہ اتنی رات گئے برآمدے میں ان کی موجودگی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے!"

"میں اسے تسلیم نہیں کر سکتی!"

"کیوں؟"

"جیسا کہ تم نے کہا کہ وہ میرے ہی لئے مزدور بنا ہے تو کیا پاپا اسے گوارہ کر لیں گے!"

"ہاں! یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے۔" خیر تم فکر نہ کرو۔ میں دیکھوں گی کیا معاملہ ہے.... اور اس کا بھی کسی سے ذکر نہ کرنا کہ تم نے اس مزدور کو اچھی حالت میں دیکھا تھا —— خود اس پر بھی ظاہر نہ ہونے دینا!"

"اگر اس نے مجھے یہاں دیکھ لیا تو....!"

کوشش یہی ہونی چاہیئے.... کہ وہ تمہیں نہ دیکھ سکے..... ہم یہاں اس وقت تک بیٹھیں گے جب تک کہ وہ اٹھ کر چلا نہ جائے۔

◆

ڈینی ڈلس کا اسسٹنٹ ایک بوڑھا آدمی تھا.... اس نے بھی عمران کے ساتھ تنگراں کا سفر کیا تھا اور اس کی حیرت انگیز صلاحیتوں کا دل سے قائل تھا۔

"ماسٹر عمران....!" وہ طویل سانس لے کر بولا! "ڈینی پچھلے چھ ماہ سے میری سمجھ میں نہیں آرہا....!"

"کیا اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہیں۔!"

"نکل آئے ہوتے تو مجھے اتنا اچنبھا نہ ہوتا..."

"او ہو —— کوئی بے حد غیر معمولی بات —!"

"غیر معمولی سے بھی زیادہ ماسٹر عمران..... اس نے شراب بالکل ترک کر دی ہے...."

"خوب — تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے"

"اب وہ ہم سب کو بور کرتا رہتا ہے کہ ہم بھی نہ پئیں....!"

"میں پوچھ رہا تھا کہ وہ ہے کہاں...!"

"پتا نہیں... اس وقت کہاں ہوگا.... ویسے اب وہ زیادہ تر پادریوں کی صحبت میں رہتا ہے.... فادر جیکسن بیلی کا فارم اس کا مخصوص اڈہ ہے آج کل....!"

"یہ کہاں ہے....!"

"قومی شاہراہ کے پندرھویں میل پر....!"

"او ہو... اچھا.... لیکن وہاں کیوں رہتا ہے...!"

"یقین کرو ماسٹر عمران میں نہیں جانتا.... وہ جب بھی آتا ہے... قرب قیامت کی باتیں کرنے لگتا ہے.... دوزخ و جنت کے چرچے اس کی زبان پر رہتے ہیں۔ غرضیکہ بہت بور کرتا ہے...!"

"بزنس کیسا چل رہا ہے...؟"

"سب کچھ جہنم میں گیا....؟"

"خیر چھوڑو —— تم بھی ڈینی ہی کی طرح تجربہ کار آدمی ہو... میں تم سے ایک خاص مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں....!"

"ضرور ماسٹر.... میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں...!"

"ہلاکر اینڈ کمپنی کے کتوں کے بارے میں تم نے بھی سنا ہوگا ——!"

"سنا ہے ماسٹر! ان کے چرچے تو ہر ایک کی زبان پر ہیں...!"

"کیا اس شہر میں ڈینی کے علاوہ کوئی اور بھی ٹرینر ایسا ہے جو کتوں کو اس طرح سدھا سکے ——!"

"میری دانست میں تو کوئی بھی ایسا نہیں ہے ——!"

"پھر یہ کتے کہاں سے آئے ؟"

"مجھے یہ سوچنے دیجئے .... !" بوڑھے نے کہا اور اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں ۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا ! "میں نے شاید ایک بار ڈینی ہی کی زبانی سنا تھا کہ وہ جانوروں کو اس طرح بھی سدھا سکتا ہے کہ نگران کی عدم موجودگی میں بھی .... اوہو .... میرے خدا .... ؟"

وہ خاموش ہو گیا ——— اور عمران نے اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار دیکھے ۔

"کیا بات ہے ——— مجھے بتاؤ ؟" اس نے نرم لہجے میں کہا !

"فادر جیکسن بیل ... !"

"ہوں .... ہوں ... آگے کہو ... !"

"غالباً ایک سال پہلے کی بات ہے .... !"

اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی ——— بوڑھا خاموش ہو گیا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا .... عمران جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالنے لگا تھا ۔ بوڑھے آدمی نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ کراہ کر چاروں خانے چت گرا .... اس کی قمیض تازہ خون سے بھیگ رہی تھی دروازے کی طرف چھلانگ لگائی .... ایک بار خنجر پھر چمکا .... ساتھ ہی ایک بڑے سے کتے نے بھی اس پر چھلانگ لگائی .... وہ ٹھیک عمران کے داہنے ہاتھ ہی پر آیا تھا ۔

حملہ آور اس کی گرفت سے نکل گیا اور فرش پر خنجر گرنے کی آواز آئی کتا راہ میں حائل تھا اور جھپٹ جھپٹ کر عمران پر حملے کر رہا تھا .... ۔ راہداری اس کی خوف ناک غراہٹ سے گونج رہی تھی ۔ بہت ہی ڈراؤنے

قسم کا افغان ہاؤنڈ تھا ۔ حملہ آور تیزی سے دوڑتا ہوا طویل راہداری سے گذر گیا ——— !

اسی دوران میں بوڑھے کی ہائے ہائے پھر سنائی دینے لگی ۔ ادھر کتا تھا کہ جان کو آیا ہوا تھا ۔ اتنی مہلت ہی نہیں دے رہا تھا کہ عمران ریوالور نکال کر اسے نشانہ بنا سکتا ! اچانک فرش پر پڑے ہوئے خنجر پر عمران کا پیر رپٹ گیا .... ! سنبھلنے کی کوشش کے باوجود بھی چاروں خانے چت گرا ۔ کتا اس کے اوپر تھا .... ! عمران نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن جکڑ لی اور خود کو اس کے خونخوار دانتوں سے بچائے رکھنے کے لئے جدوجہد کرنے لگا ۔

کتا غیر معمولی طاقت ور ثابت ہوا تھا ...... دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ خنجر کا دستہ اس کی کمر میں چبھ رہا ہے ... ! اس نے اپنا داہنا ہاتھ کتے کی گردن سے ہٹا کر بڑی پھرتی سے خنجر پر قبضہ کر لیا ۔ یہ آسان کام نہیں تھا صرف ایک ہاتھ سے کتے کو اس حد تک روکے رکھا کہ اس کے دانت جسم کے کسی حصہ میں پیوست نہ ہونے پائیں ۔ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا ۔ !

دوسرے ہی لمحہ میں عمران نے اس کا پیٹ چاک کر کے دور اچھال دیا .....

کتے کی آخری چیخیں بڑی بھیانک تھیں ....

عمران اٹھ کر راہداری کے آخری سرے تک دوڑتا چلا گیا .... لیکن باہر جانے کی بجائے وہ صدر دروازے کو بولٹ کر رہا تھا ۔

نشست کے کمرے میں واپس آیا تو بوڑھے کو فرش پر بیٹھے پایا ....

وہ اپنی قمیض اتارنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ عمران آگے بڑھ کر اس کی مدد کرنے لگا ۔

"تم ٹھیک تو ہو ۔ ؟"

"بازو ——— ماسٹر ...." بوڑھا کراہا ! "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ... وہ حرام زادہ .... !"

وہ جملہ پورا کئے بغیر بازو کا زخم دیکھنے لگا جو زیادہ گہرا نہیں تھا ۔ لیکن خون برابر بہے جا رہا تھا !

"کیا میں تمہیں ہسپتال لے چلوں !" عمران نے پوچھا ۔

"نہیں ماسٹر ! پتا نہیں کیا چکر ہے ! ...."

"خیر ۔ خیر ... فرسٹ ایڈ بکس کہاں رکھا ہے ! مجھے بتاؤ !"

"وہ .... اس الماری میں .... اُف .... خدایا .... اس نے تاک کر دل پر وار کیا تھا ! ... قسمت اچھی تھی کہ میں اچانک ترچھا ہو گیا .... !"

عمران الماری سے فرسٹ ایڈ بکس نکال کر بوڑھے کی مرہم پٹی کرنے لگا ....

"کیا یہاں اس وقت تمہارے علاوہ اور کوئی موجود نہیں !" عمران نے اس سے پوچھا ....

"بس وہی نمک حرام تھا ... ؟"

"اوہو ... تو کیا وہ یہیں تھا ... !"

"ہاں ... ہاں ... وہیں تھا ... !"

"یہ کون ہے ——— ! میں نے تو اسے پہلے کبھی یہاں نہیں دیکھا ۔ !"

"کچھ دنوں پہلے ڈینی نے اسے ملازم رکھا تھا ! .... کیا تم نے

اسے پکڑ لیا ہے ماسٹر !"

"نہیں وہ نکل گیا ! دراصل ایک افغان ہاؤنڈ نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا ——— !"

"افغان ہاؤنڈ .... یہاں تو کبھی کوئی افغان ہاؤنڈ نہیں رہا ! اوہو دیکھو ماسٹر .... کہیں وہ مردود ۔ گیراج سے جیپ تو نہیں نکال لے گیا ۔"

"کیا تم چل سکو گے میرے ساتھ ... !"

"کہاں ؟"

"گیراج تک ——— !"

"کیوں نہیں ——— کیوں نہیں !"

جیپ گیراج میں موجود نہیں تھی ! عمران اپنی موٹر سائیکل کی طرف جھپٹا ——— وہ ہر طرح محفوظ تھی ! غالباً حملہ آور نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا تھا یا پھر مطمئن رہا ہو کہ افغان ہاؤنڈ ہی سے چھٹکارا مشکل ہو گا !"

عمران نے مڑ کر بوڑھے سے کہا ! "تم سارے دروازے بند کر کے بیٹھو ۔ فی الحال پولیس کو فون نہ کرنا ۔"

"مگر ——— لیکن .... !"

"میں رک نہیں سکتا ! ڈینی جہاں کہیں بھی ہو گا خطرے ہی میں ہو گا .... جیپ کا نمبر بتا دو ——— !"

"کے اے زیڈ تھری او تھرٹین ۔"

پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح نیشنل ہائی وے کی طرف روانہ ہوا تھا .... لیکن ایک جگہ اسے رکنا پڑا ۔ ڈینی کی رہائش گاہ

کی نگرانی ضروری تھی... اس نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے بحیثیت ایکسٹو جولیا نافٹز واٹر کو اس سے متعلق ھدایات دیں... اور پھر چل پڑا...

حملہ آور پہلے ہی سے ڈینی کے گھر میں موجود تھا! لہٰذا یہ سوچنا ہی فضول تھا کہ وہ اس کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچا ہوگا!

شہر سے باہر نکلتے ہی اس نے موٹر سائیکل کی رفتار بڑھانی شروع کردی...

ہائی وے کے پانچویں میل پر اس نے گہرے رنگ کی ایک جیپ کسری جھیل والے ڈاک بنگلے کی طرف مڑتی دیکھی!...

فاصلہ زیادہ نہیں تھا!... لہٰذا اس کے نمبر صاف پڑھے جاسکتے تھے اور یہ نمبر وہی تھے جو ڈینی کے اسسٹنٹ نے بتائے تھے!...

اس نے رفتار کم کردی... اب وہ صرف جیپ کی چھت دیکھ سکتا تھا۔ وہ راستہ کچا تھا اور اس کے دونوں اطراف اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں — !

عمران نے موٹر سائیکل سڑک کے کنارے روک دی اور جیب سے ریڈی میڈ میک اپ نکالا اور اسے چہرے پر فٹ کرتا ہوا بڑبڑایا۔

”ایسی شکل تو چنگیز خان کی بھی نہ رہی ہوگی!“

پھولی ہوئی ناک کے نیچے گھنی مونچھوں کا سائبان تقاضا کر رہا تھا کہ بڑے بالوں والی منگولی ٹوپی بھی سر پر ضرور ہونی چاہیئے!...

اب وہ بھی ڈاک بنگلے والے راستے پر مڑ رہا تھا!... جیپ کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی لیکن وہ گرد و غبار میں چھپ کر رہ گئی تھی!

اس راستے پر اتنی گرد اڑ رہی تھی کہ اگر عمران کی آنکھوں پر کورڈ گلاس والی عینک نہ ہوتی تو اسے رک ہی جانا پڑتا۔ ایک فرلانگ طے کرنے کے بعد وہ کھلے میدان میں نکل آیا۔ ڈاک بنگلہ سامنے ہی نظر آرہا تھا! اور جیپ اسی طرف بڑھتی جارہی تھی! لیکن قریب پہنچ کر اس کی کپاؤنڈ میں داخل ہونے کی بجائے بائیں جانب مڑ گئی۔

عمران نے تعاقب جاری رکھا... جیپ ڈاک بنگلے کو پیچھے چھوڑتی ہوئی جھیل کی طرف جارہی تھی۔

اور پھر وہ ایک کنارے روک دی گئی! ڈرائیو کرنے والا اتر کر اپنے ہاتھ دھونے لگا... منہ پر چھینٹے مارے اور چلوؤں سے پانی پینے لگا...

واٹر کولڈ انجن والی موٹر سائیکل کی آواز شاید اس نے نہیں سنی تھی ورنہ پیچھے مڑ کر ضرور دیکھتا!...

عمران نے جیپ سے تھوڑے فاصلے پر روک کر انجن بند کردیا تھا اور آہستہ آہستہ حملہ آور کی طرف بڑھ رہا تھا!

”میں تمہاری قمیض پر خون کی چھینٹیں بھی دیکھ رہا ہوں... !“ عمران نے اس کے سر پر پہنچ کر کہا...!

حملہ آور اچھل کر کھڑا ہوگیا اور متحیرانہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

”میں نے کہا تمہیں افغان ہاؤنڈز کی رسید بھی دے دوں...!“

”تت... تم کون ہو...؟“ حملہ آور... بائیں جانب کھسکتا ہوا بولا...

عمران نے مصنوعی ناک چہرے سے الگ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ ”میں تمہیں افغان ہاؤنڈ کی رسید ضرور دوں گا۔!“

”میں تمہیں مار ڈالوں گا۔!“ اچانک حملہ آور دانت پیستا ہوا عمران پر جھپٹا۔

لیکن ایک ہی فٹ کے فاصلے پر رہا ہوگا کہ عمران نے پیچھے ہٹ کر اس کے سینے پر لات رسید کی!... اور وہ اچھل کر کئی گز کے فاصلے پر جا پڑا... پھر دوبارہ اٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ عمران داہنا گھٹنا اس کے سینے پر رکھ کر چڑھ بیٹھا... اور دو تین زوردار تھپڑ رسید کرنے کے بعد خونخوار لہجہ میں پوچھا! ”ڈینی کہاں ہے!“

”میں نہیں جانتا — میں کچھ نہیں جانتا...!“

”سارے دانت توڑ کر تمہارے حلق میں ٹھونس دوں گا۔!“

”میں نہیں جانتا...!“

عمران نے اس کی ناک پر ہتھیلی جما کر دباؤ ڈالا... اور وہ جانوروں کی طرح چیخنے لگا... یہاں دور دور تک سناٹا تھا...

قریب ہی سے دو بگلے اڑ کر کچھ فاصلے پر جا بیٹھے!...

”خف... فادر بیلی...!“

عمران نے ناک پر سے ہاتھ ہٹا لیا... مغلوب کہہ رہا تھا!

”فادر بیلی کے فارم پر... امم... میں کچھ بھی نہیں جانتا...!“

”فادر بیلی کے لئے کام کر رہے ہو تم!“

”نن... نہیں... فادر بیلی کو میں نے شکل بھی نہیں دیکھی!“

”پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ وہاں ہے!“

”ہ... میں... ا... آ... ہا... ہاغ...!“

عجیب سی چیخ اس کے حلق سے نکلی اور وہ بے حس و حرکت ہوگیا۔

◆

شام کے اخبارات نے سارے شہر میں سنسنی پھیلادی! ہلاکو اینڈ کمپنی کے کتے ابھی تک ایک خاص قسم کی دلچسپی کا سامان بنے رہے تھے! لیکن فیاض کے محکمے کی بپتا پڑھ کر وہ مائیں سہم گئیں جن کے بچے بڑے پُرشوق انداز میں ان کھلنڈرے کتوں کا ذکر کیا کرتے تھے...!

سورج غروب ہونے ہونے درجنوں کتے مار دیئے گئے! میونسپل قوانین کی پرواہ کئے بغیر لوگ شہر میں فائرنگ کرتے رہے۔

لیکن حقیقت تو یہ تھی کہ ان اکتالیس آدمیوں کے غائب ہوجانے کے بعد سے ہلاکو اینڈ کمپنی کا ایک بھی کتا کہیں نہیں دیکھا گیا تھا۔

روشی نے شام کا اخبار بھی پڑھا تھا اور اپنے پڑوس میں کئی فائروں کی آوازیں بھی سنی تھیں۔ آوارہ گرد کتے ختم کئے جارہے تھے!...

کلاڈیا ابھی تک روشی ہی کے ساتھ مقیم تھی وہ روشی کو اپنے ہمراہ لے جانا چاہتی تھی ادھر روشی دوپہر سے اب تک کئی بار عمران سے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرچکی تھی... آخر تھک ہار کر وہ کلاڈیا کے ساتھ جانے پر تیار ہوگئی۔ کلاڈیا کا اصرار تھا کہ وہ دو تین دن اس کے ساتھ گذارے۔

قریباً آٹھ بجے وہ فارم پر پہونچیں... جکس بیلی انہیں برآمدے

ہیں ملا!.... روشی کے سلام کا جواب دے کر وہ کلاڈیا کو گھورتا رہا تھا .... پھر بولا تھا! "اگر تم شہر گئی تھیں تو کہہ کر جانا چاہیئے تھا!"

لہجے کی تلخی روشی نے بھی محسوس کی تھی!.... لیکن کلاڈیا کچھ کہے بغیر آگے بڑھتی چلی گئی۔ روشی کو فادر کی مزاج پرسی کے لئے رکنا پڑا۔

"بہت دنوں سے میری خواہش تھی کہ کچھ دن کھلی ہوا میں گذاروں!" روشی نے فادر سیلی سے کہا! "آج کلاڈیا سر ہو گئی کہ چلو میرے ساتھ!"

"بڑی خوشی کی بات ہے بیٹی!" پادری نے نرم لہجے میں کہا "تمہارا گھر ہے.... جب تک دل چاہے قیام کرو—!"

کسی قدر مزید رسمی گفتگو کے بعد جیکسن سیلی وہاں سے چلا گیا تھا.. اور روشی کلاڈیا کے کمرے میں چلی آئی تھی....!

رات کے کھانے کے بعد وہ بیرونی برآمدے میں آ بیٹھیں۔ اور وہیں کافی نوشی کی ٹھہری....

آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور ہوا بھی بند تھی....! بارش کے آثار تھے....!

روشی نے آہستہ سے پوچھا! کیا وہ اس وقت یہاں موجود ہے؟

"معلوم نہیں!" کلاڈیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں دیکھنا چاہتی ہوں وہ یہاں کس حال میں رہتا ہے!"

"اگر میں پاپا کو بتاؤں.... تو وہ اسے بھی میرا وہم قرار دیں گے۔ ان کا خیال ہے کہ سری ادب کے مطالعے نے مجھے کسی قسم کے ذہنی مرض میں مبتلا کر دیا ہے!"

"وہ رہتا کہاں ہے؟"

"عمارت کے بائیں بازو میں ملازمین کے لئے کمرے ہیں انہیں میں سے ایک میں اس کی رہائش ہے!"

"یہاں کتے تو نہیں ہیں—!"

"پاپا کو کتوں سے نفرت ہے!.... لیکن وہ السیشین جو ظفر کے پاس ہے....!"

"اچھا.... وہ جو ظفر کو ڈرائیور نے دیا تھا....!"

"ہاں.... اور پاپا نے ناپسندیدگی کے باوجود اسے فارم میں رکھنے کی اجازت دے دی!"

"خیر کتے کا انتظام بھی ہو جائے گا!" روشی طویل سانس لے کر بولی۔ "مجھے بہر حال یہ دیکھنا ہے کہ وہ ظفر سپاٹا ہی ہے یا نہیں!"

تھوڑی دیر بعد کافی آ گئی...... اور انہوں نے وہ کتا بھی دیکھا جس کے بارے میں ابھی گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ لان سے گزرتا ہوا برآمدے میں داخل ہوا اور کلاڈیا کے پیروں کے قریب بیٹھ گیا....!

روشی اسے متحیرانہ نظروں سے دیکھے جا رہی تھی.....

"یہ کل کا آیا ہوا تو نہیں معلوم ہوتا...!" اس نے کلاڈیا سے کہا....

"کلاڈیا کچھ نہ بولی.... وہ باہر اندھیرے میں گھورے جا رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہو...!

"تم کیا سوچ رہی ہو—! فکر نہ کرو.... میں دیکھوں گی کیا بات ہے.... کیوں نہ ہم کچھ دیر باہر ٹہلیں....!" روشی نے اسے اپنی طرف متوجہ کر کے کہا۔

"اس اندھیرے میں.... یہاں اکثر سانپ بھی دکھائی دیتے ہیں!...."

"پھر وقت کیسے گذارا جائے—!"

"رمی کھیلیں—!"

"میں یہاں رمی کھیلنے نہیں آئی.... میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ ظفر سپاٹا ہی ہے یا نہیں—!"

"اسے میں یہیں بلوائے لیتی ہوں۔ اس وقت جواز موجود ہے لیکن اگر وہ خود بھی موجود ہوا تو....!" کلاڈیا نے کہا اور کسی ملازم کو آواز دی! اس نے اس سے ظفر کو بلانے کو کہا تھا۔

وہ جلد ہی واپس آیا.... ظفر اس کے ساتھ تھا! اس نے ملیشیا کی قمیض اور شلوار پہن رکھی تھی!

"جی میم صاحب!" اس نے بڑے ادب سے پوچھا!

"اسے یہاں سے لے جاؤ.... مجھے وحشت ہوتی ہے!" کلاڈیا نے کتے کی طرف اشارہ کر کے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"بہت بہتر میم صاحب.... لیکن دیکھئے تو ایسا لگتا ہے.... جیسے اس نے آپ ہی کے ہاتھوں پرورش پائی ہو—!" ظفر نے کہہ کر داد طلب نظروں سے روشی کی طرف دیکھا لیکن وہ ایسی بنی بیٹھی رہی جیسے اردو سمجھتی ہی نہ ہو—!

"فضول باتیں نہ کرو— اسے لے جاؤ.... یہاں سے!"

ظفر نے کتے کا پٹا پکڑ کر اسے اٹھایا... اور برآمدے کے نیچے اتار لے گیا—!

روشی اس دوران میں چپ چاپ کافی کی چسکیاں لیتی رہی تھی!

"وہی ہے...!" اس نے آہستہ سے کہا! "تمہیں ہوشیار رہنا چاہیئے....!"

"تو پھر.... پاپا کو بتایا جائے....!"

"ابھی ٹھہرو....! اس کے سلسلے میں ان کا رویہ بھی مشتبہ ہے!"

"مشتبہ!....!" کلاڈیا چونک پڑی۔

"کوئی خاص بات نہیں.... تم کسی الجھن میں نہ پڑو...! لیکن میری دانست میں بہتر یہی ہوگا کہ ابھی فادر سے اس کا ذکر نہ کرنا...!"

روشی نہیں چاہتی تھی کہ عمران کے علم میں لائے بغیر اس سلسلے میں مزید کوئی قدم اٹھایا جائے— ظفرالدین سپاٹا کی افتاد طبع سے اسے کوئی غرض نہیں تھی لیکن اسی کی وساطت سے کسی ایسے کتے کا وجود یقیناً فکر کی نئی راہیں کھول سکتا تھا.... وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ عمران ہلاکو اینڈ کمپنی کے کتوں کی طرف سے غافل نہ ہوگا۔

○

سائیکومینشن کی کنفیشن چیئر پر اس نے سب کچھ اگل دیا۔ اسے ڈینی کے یہاں ملازمت دلائی گئی تھی... اور ہدایت کی گئی تھی کہ وہ وہاں آنے جانے والوں پر نظر رکھے۔ خصوصیت سے ڈینی کے اسسٹنٹ کی نگرانی پر زور دیا گیا تھا....

"تم نے اس پر حملہ کیوں کیا تھا!" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا!

"مجھ سے کہا گیا تھا کہ اگر کبھی کوئی شخص کتوں کی ٹریننگ کے بارے میں کچھ پوچھنے کے لئے آئے تو زبان کھولنے سے پہلے ہی بوڑھے کو ختم کر دینا...." قیدی نے کہا اور ایک طرف گردن ڈال کر ہانپنے لگا۔

اب اسے کنفیشن چیئر سے اٹھا کر معمولی کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا!

عمران نے صفدر سے کہا: "اسے پانی پلاؤ...!"

دس منٹ خاموشی سے گذر گئے پھر عمران نے اسے مخاطب کیا!...

"اب بتاؤ کہ تمہیں کس نے ڈینی کے یہاں ملازمت دلائی تھی...!"

"ظفر نے.... وہ فادر بیلی کے فارم پر کام کرتا ہے...!"

"کیا کام کرتا ہے...!"

"مزدور ہے....!"

"بوڑھے کو مار ڈالنے کی ہدایت کس سے ملی تھی —!"

"ظفر ہی سے...!"

"کیا پھر تمہیں اسی خوفناک کرسی پر بٹھا دیا جائے...!" عمران اسے گھورتا ہوا غرایا۔

"نہیں....!" وہ بلبلا پڑا...." آپ اسے ہی پکڑ لا کر بٹھا دیجئے اس کرسی پر.... جھوٹ سچ معلوم ہو جائے گا...!"

"ایک معمولی مزدور کے کہنے پر تم کسی کو قتل کر دینے پر آمادہ ہو جاؤ گے اتنے احمق تو نہیں معلوم ہوتے...!"

"مل.... لالچ بُری بلا ہے.... جناب — اسو روپے ماہوار مجھے ڈینی صاحب دیتے تھے اور پانچ سو روپے ماہوار ظفر دیتا تھا اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر ضرورت پڑنے پر میں نے بوڑھے کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا تو اس کا معاوضہ کم از کم دس ہزار ہوگا...!"

"صفدر اسے پھر بٹھا دو اسی کرسی پر!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اس سے بہتر یہ ہوگا کہ آپ مجھے گولی مار دیں!" قیدی گڑگڑایا۔ "آخر میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں.... ظفر نے مجھ سے کہا تھا وہ خود کسی کے لئے کام کر رہا ہے۔"

"جیکسن بیلی کے لئے —!"

"اس نے کسی کا نام نہیں لیا تھا!.... مجھے بھی نام پوچھنے کی کیا ضرورت تھی — جب کہ پہلے ہی مہینہ کے اختتام پر مجھے پانچ سو روپے مل گئے تھے!"

"کیا ظفر نے تمہیں یہ بھی بتایا تھا کہ ڈینی جیکسن بیلی کے فارم پر رہتا ہے۔"

"جج — جی نہیں — وہ تو میں نے ڈینی صاحب ہی کی زبانی سنا تھا —!"

"ظفر کہاں رہتا ہے...!"

"فارم پر —!"

"خیر —!" عمران طویل سانس لے کر بولا! "اگر تمہارا بیان غلط ثابت ہوا تو پھر دیکھنا اپنا حشر —!"

پھر قیدی تو وہیں رہ گیا تھا.... اور تھوڑی دیر بعد ایک بند گاڑی سائیکرومینشن کے گیراج سے نکلی تھی اور عمران کے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئی تھی —!

عمارت کی عقبی گلی میں پہنچ کر عمران گاڑی سے اتر گیا اور اوپر پہنچنے کے لئے عقبی ہی زینے استعمال کئے۔

رات کے دس بجے تھے! باورچی خانے میں روشنی نظر آ رہی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ سلیمان "کھوتے دا پتر" دیکھنے نہیں گیا....

اس طرف کا راستہ باورچی خانے ہی سے گزرتا تھا۔

عمران دروازے کے قریب رک گیا۔ باورچی خانے سے سلیمان اور جوزف دونوں کی آوازیں آ رہی تھیں —!

عمران نے دستک دی.... اور سلیمان نے چیخ کر پوچھا "کون ہے؟"

"تم دونوں کی شامت!"

"ارے باپ رے!" اندر سے آواز آئی اور دروازہ کھول دیا گیا!

سامنے ہی چولہے پر ایک بڑا سا دیگچہ چڑھا ہوا تھا جس کا منہ ڈھکن سمیت گیلے آٹے سے بند کر دیا گیا تھا۔

"ہائیں — تو کیا کھوتے دا پتر پک رہا ہے!" عمران نے احمقانہ انداز میں دیدے نچائے....

"مسلم بھیڑ کا بچہ.... جناب عالی...!" سلیمان نے نظریں جھکا کر شرمیلے لہجے میں کہا! "بوہیمین ڈش —!"

"ہوں!.... تو یہ ہوتا ہے میری عدم موجودگی میں.... اور میرے لئے مونگ کی دال پکائی جاتی ہے.... کتنے کا ملا تھا بھیڑ کا بچہ!"

"وہ.... وہ.... جی دس آپ نے دیئے تھے.... دس میں نے ملائے اور دس اس نے دیئے تھے!" سلیمان نے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کھوتے دا پتر دیکھنے کیوں نہیں گیا؟"

"وہ سٹ ہی نہیں ملا مجھے جو آپ نے پچھلے مہینے سلوایا تھا!"

"لانڈری میں ہے!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"آپ تو کھانا کھا چکے ہوں گے!" سلیمان نے چہک کر پوچھا۔

"میرے لئے چار آنے کے شاہی مرغ چھولے اور دو تنوری روٹیاں لا دے!"

"نکالئے اٹھنی!"

"کیا بکتا ہے....؟" جوزف آنکھیں نکال کر بولا!

"پھر کیا کروں....!" سلیمان اسے گھورنے لگا!

"باس بھی یہی کھائے گا...!"

"یہ تو چندے کا ہے.... میں خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا!.... کھانا ہے تو نکالیں دس کا نوٹ...! میں اسے کھوتے دا پتر کے اکاؤنٹ میں جمع کروں گا....!"

"جی نہیں! میں خود دیکھ آؤں گا کھوتے دا پتر.... آپ مجھے مرغ چھولے لا دیجئے!"

"ارے صاحب... ہاں.... وہ مس روشی... تین چار مرتبہ فون پر آپ کو پوچھ چکی ہیں....!" سلیمان نے کہا۔

اور عمران سر کو جنبش دے کر نشست کے کمرے کی طرف چل پڑا۔

روشی سونے کی تیاری کر رہی تھی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی... شب خوابی کا لبادہ پہن کر اس نے دروازہ کھولا...

جیکسن بیلی اس کے سامنے کھڑا تھا!...

"یس فادر — !"

"تمہاری فرم کے منیجر کا فون ہے... شاید سیف کی چابی تمہارے پاس رہ گئی ہے!..." پادری نے کہا۔

"اوہ... اچھا... عجیب آدمی ہے... یہ منیجر بھی میں اسے بتا کر آئی تھی کہ سیف کی چابی...... اس کی میز کی دراز میں رکھ دی ہے!" روشی نے کہا اور اس کمرے میں جانے کے لئے تیار ہو گئی جہاں فون تھا۔ اسے یقین تھا کہ یہ کال عمران ہی کی ہو گی کیونکہ وہ ملازم کو ہدایت کر آئی تھی کہ اگر عمران کی کال آئے تو اسے فارم کے نمبر بتا دے — !

"ہلو... اٹ از روشی!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہتے وقت مڑ کر دیکھا... جیکسن بیلی اس کے پیچھے پیچھے نہیں آیا تھا!

"ڈمپ! تم وہاں کیا کر رہی ہو؟" دوسری طرف سے آواز آئی!

"تمہارے لئے یہاں ایک سنسنی خیز سچویشن ہے!" روشی نے احتیاطاً بری زبان میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا!..."

"کسی بہانے یہاں پہونچنے کی کوشش کرو....!"

"کیا تمہیں وہ ڈینی ولسن یاد ہے جو میرے ساتھ شکرال گیا تھا!"

"ہاں... ہاں... کیوں؟..."

"کیا وہ فارم پر موجود ہے....!"

"نہیں تو — مجھے تو نہیں دکھائی دیا — !"

"تم وہاں پہنچیں کس طرح....!"

"لڑکی سے دوستی ہے...!"

"کتنے ہیں وہاں!"

"صرف ایک عدد...." روشی نے کہا!

"خیر — جاؤ... چپ چاپ سو جاؤ......!" دوسری طرف سے کہا گیا اور روشی بھی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی — !

بُرا سا منہ بنا کر اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ کمرے سے باہر نکلی تو بدستور سناٹا تھا لیکن کتا برآمدے ہی نظر آیا۔

روشی کو اس نے اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے دیکھا تھا!.... اس وقت تو اس کی ہیئت ہی بدل گئی تھی۔ بڑا خونخوار لگ رہا تھا۔

چند ہی گھنٹے پہلے وہ کتنی بے چارگی سے کلاڈیا کے قدموں میں پڑا رہا تھا.... لیکن اُس وقت اس کی آنکھیں کیسی معلوم ہو رہی تھیں....

"خبردار — ! اب کمرے سے باہر قدم نہ نکالنا....!"

پھر کمرے میں پہونچکر روشی نے اس کی غراہٹ بھی سنی تھی! دروازہ بولٹ کر کے وہ بستر پر گر گئی!

پتا نہیں کب نیند آ گئی تھی — !

دوسری صبح اٹھی تو ذہن پر کسی قسم کی گرانی نہیں تھی — ! سرد ہوا کے جھونکے تازگی کا پیغام لاتے تھے۔ شہر کی صبحیں بھی تو جاندار نہیں تھیں۔ آنکھ کھلتے ہی پٹرول کے دھوئیں کی بُو دماغ منتشر کر دیتی تھی — !

ناشتہ کر کے وہ دونوں لان پر نکل آئیں.... ! اور پھر کھیتوں کے درمیان ٹہلنے کی ٹھہری... !

"میں پورا فارم دیکھنا چاہتی ہوں....!" روشی نے کہا!

"تب تو ہمیں ٹریکٹر استعمال کرنا پڑے گا...." کلاڈیا بولی....

"چلتے چلتے تھک جاؤ گی.... میں ٹریکٹر چلا سکتی ہوں۔ ٹھہرو پاپا سے کنجی لاؤں...!"

وہ اندر چلی گئی اور روشی پُر تشویش نظروں سے چاروں طرف دیکھتی رہی — !

کچھ دیر بعد کلاڈیا بہت ہی خراب موڈ کے ساتھ برآمد ہوئی۔

"انہوں نے کنجی نہیں دی! کھیتوں میں جراثیم کش دوا چھڑکی گئی ہے اس نے غصیلے لہجہ میں کہا!

"چلو پیدل ہی چلیں...!"

"جراثیم کش دوا کی وجہ سے وہ نہیں چاہتے کہ کوئی کھیتوں کے درمیان سے گذرے!"

"خیر چھوڑو.... گاڑی نکالو... کسی اور طرف چلتے ہیں!"

کلاڈیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ظفر کھیتوں کی طرف سے دوڑتا آتا دکھائی دیا۔ اور پھر ان کے قریب ہی سے گذرتا ہُوا اندر چلا گیا!....

واپسی میں بھی اتنی دیر نہیں لگی تھی کہ وہ دوبارہ گفتگو کا سلسلہ شروع کر سکی ہوتی۔ اس کے ہاتھوں میں بندوق تھی.....

"کیوں.... کیا بات ہے!" کلاڈیا نے بوکھلا کر اس سے پوچھا۔

"کسی نے ابھی ابھی کتے کو گولی مار دی میم صاحب!" وہ رُک کر اس کی طرف مڑا....

"ابھی... ابھی!" کلاڈیا کے لہجے میں حیرت تھی لیکن ہم نے تو فائر کی آواز نہیں سنی...!"

"شاید سائیلنسر....!" وہ کہتے کہتے رک کر کھانسنے لگا... پھر بولا "میں نہیں جانتا کہ وہ کیسے ہوا..... لیکن وہ تڑپ رہا تھا اور گولی اس کے سر میں لگی تھی — !"

اس کے بعد وہ پھر دوڑتا ہوا اسی طرف چلا گیا۔ جدھر سے آیا تھا۔!

کلاڈیا طویل سانس لے کر بولی! "وہ اپنی اصلیت ظاہر کرتے کرتے رہ گیا!"

سائیلنسر!" روشی ہنس پڑی....

"یقیناً! بھلا معمولی مزدور آتشیں اسلحہ کی اقسام کیا جانیں گے!"

روشی فکر مند ہو گئی تھی۔ اس نے کلاڈیا سے کہا!" آخر یہ شخص کھیتوں کے درمیان کیوں دوڑتا پھر رہا ہے۔ اسے بھی جراثیم کش دواؤں سے نقصان پہنچ سکتا ہے!"

دفعتہً پادری باہر آیا.... اور کلاڈیا سے گھبرائے ہوئے انداز میں پوچھنے لگا!" وہ بندوق کہاں لے گیا ہے!"

"وہ کہہ رہا تھا کہ کسی نے کتے کو گولی مار دی ہے!"

"کس نے.... اوہ........ وہ کدھر گیا ہے۔"

روشنی نے ہاتھ اٹھا کر بائیں جانب اشارہ کیا اور پادری بھی اسی سمت چلا گیا ———

"چلو — اب ہم بھی چلیں — یہ کیا بات ہوئی بھلا!" روشنی نے کلاڈیا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔!

کچھ دور چلنے کے بعد انہوں نے کھیت میں کتے کی لاش دیکھی ظفر بندوق لئے پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑتا پھر رہا تھا۔

پادری ایک جگہ خاموش کھڑا تھا۔ اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نظر آرہی تھیں۔

"یہ کس کی تلاش میں پاگل ہو رہا ہے!" کلاڈیا نے پادری سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔" پادری کے لہجے میں جھلاہٹ تھی!

پھر وہ روشنی کی طرف مڑ کر بولا! "مناسب یہی ہوگا کہ تم شہر واپس جاؤ۔۔۔۔ کلاڈیا کو بھی ساتھ لے جاؤ۔۔۔۔ کچھ مقامی لوگ ہمارے دشمن ہو گئے ہیں۔۔۔۔!

"صرف کلاڈیا ہی نہیں فادر۔۔۔ میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوں گی۔ اگر آپ بھی میرے ہمراہ چلیں۔۔۔۔!" روشنی نے بڑے ادب سے کہا۔

"یہاں میری موجودگی ضروری ہے۔۔۔!"

"آپ کا یہ مزدور بہت تیز معلوم ہوتا ہے۔۔۔ مقامی آدمی ہے۔۔۔! میرا خیال ہے کہ یہ آپ کی عدم موجودگی میں بھی مقامیوں سے نپٹ لے گا۔۔۔۔!"

"میں بھی تمہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتی پاپا!" کلاڈیا بولی۔

"میں کہتا ہوں مجھے اور زیادہ پریشان نہ کرو۔۔۔ جاؤ۔۔۔!"

کلاڈیا کے چہرے کی رنگت بدل گئی۔ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی —!

کہ روشنی نے اس کا ہاتھ دبا دیا ———

پھر دونوں عمارت میں پلٹ آئیں۔۔۔۔ کلاڈیا کے چہرے پر زردی چھا گئی تھی!۔۔۔۔ روشنی نے اسے غور سے دیکھا اور بولی "اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے! چلو کچھ دن میرے ساتھ رہنا!"

"میں پاپا کو تنہا نہیں چھوڑ سکتی — آخر انہیں کیوں نہ بتا دیا جائے کہ ظفر کون ہے!"

روشنی نے سوچا کہ عمران فارم کی راہ پر تو لگ ہی چکا ہے پھر کیوں نہ وہ کلاڈیا سے متفق ہو جائے۔ اس نے کہا: "اچھی بات ہے۔۔۔ اپنے پاپا کو یہاں الگ بلا کر بتاؤ۔۔۔!"

پادری نے اس انکشاف پر حیرت سے آنکھیں پھاڑ دی تھیں اور اس کے چہرے پر زردی سی چھا گئی تھی۔۔۔۔ پھر غالباً وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوا بولا تھا! "کلاڈیا۔۔۔۔ یہ تمہارے وہم کی انتہا ہے!"

اس کے بعد وہ نروس سی ہنسی کے ساتھ روشنی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا —!

"ہے نا مضحکہ خیز بات۔۔۔۔ کہاں ایک بِل اوڈر اور کہاں ایک مزدور۔" ۔۔۔۔ اس نے کہا!۔۔۔۔

"آپ اسے یہاں طلب کر سکتے ہیں فادر۔۔۔! میں اس کی قلعی کھول دوں گی۔۔۔۔ میں نے ہی کلاڈیا کو بتایا تھا کہ وہ کون ہے!"

"تو پھر یہ کوئی بہت بڑی سازش ہے میرے خلاف!" دفعتاً وہ خوف زدہ سی آواز میں بولا! "وہ میرے ان مقامی دشمنوں کا شریک کار بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ !میرے خدا۔۔۔۔!"

پادری نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

◆

ظفر وحشیانہ انداز میں بندوق لئے چاروں طرف دوڑتا پھر رہا تھا۔ ۔۔۔۔ اچانک وہ رُکا۔۔۔۔ چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا۔۔۔۔ پھر بائیں جانب مڑ کر تیزی سے چلنے لگا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اب وہ کسی خاص جگہ پہنچنا چاہتا ہو۔۔۔۔ کھیتوں کا سلسلہ ختم ہوتے ہی ڈھلان شروع ہو گئی۔

اب وہ دوڑتا ہوا نیچے اتر رہا تھا —!

بندوق اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی! —— سطح زمین پر پہنچ کر وہ پھر بائیں جانب مڑا۔۔۔۔

یہاں چاروں طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں۔ کہیں کہیں کیکر کے درخت بھی نظر آتے تھے۔۔۔۔

جھاڑیوں کے درمیان وہ ایک پگڈنڈی پر چل رہا تھا۔۔۔۔۔۔ دفعتاً کسی آواز پر چونک کر پیچھے مڑا۔

واٹر کول انجن والی ایک موٹر سائیکل اپنے پیچھے گرد کے بادل اڑاتی ہوئی اسی پگڈنڈی پر آگے بڑھتی آ رہی تھی —!

ظفر اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ سوار کے کاندھے پر اسے رائفل بھی نظر آ رہی تھی۔

عجیب ڈراؤنے حلیے کا آدمی تھا۔ پھولی ہوئی بھدی ناک کے نیچے اتنی گھنی مونچھیں تھیں کہ دہانہ غائب ہو گیا تھا۔

ظفر نے بندوق سیدھی کر لی۔۔۔!

موٹر سائیکل اس سے ایک گز کے فاصلے پر رکی تھی۔

"یعنی کہ۔۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔۔ !" بھدی ناک والا ہکلایا۔۔۔۔

"تو وہ تم تھے۔۔۔!" ظفر دانت پیس کر بولا!

"جناب۔۔۔۔ جناب۔۔۔۔ میں تھا نہیں بلکہ ہوں۔۔۔۔ آپ کو کیا تکلیف ہے۔۔۔۔! راستہ چھوڑیئے!" بھدی ناک والا ناخوشگوار لہجہ میں بولا!

"تم نے میرے کتے کو گولی ماری تھی۔۔۔۔!"

"کس سال کی بات کر رہے ہو؟"

"ابھی کچھ دیر پہلے کی بات ہے۔"

"بھلا میں نے کس چیز سے گولی ماری ہوگی آپ کے کتے کو۔۔۔۔؟"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا ورنہ بتاؤ کیوں مارا میرے کتے کو!"

"بھائی ہوش میں ہو یا نہیں۔۔۔۔ میں تو ائیرگن سے بڑی فاختاؤں کا شکار کرتا پھر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ چار عدد میرے تھیلے میں بھی موجود ہیں!"

ظفر نے آگے بڑھ کر اس کی رائفل میں ہاتھ ڈال دیا۔۔۔۔۔ لیکن وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا! "میاں اگر ڈاکو واکو ہو تو ویسی بات کرو۔۔۔۔ میری جیب میں صرف تین روپے چھتر پیسے ہیں!"

"میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیسی ائیرگن ہے۔۔۔۔"

"میرے چچا ٹمبکٹو سے لائے تھے۔۔۔ دور سے بالکل رائفل معلوم ہوتی

ہے !" بھدی ناک والے نے خوش ہو کر کہا اور رائفل کاندھے سے اتار کر اسے دے دی۔

ظفر نے اسے دیکھا واقعی ائیرگن ہی تھی۔ اس کے پاس سے ظفر ایک قلم تراش چاقو کے علاوہ اور کچھ بھی نہ برآمد کر سکا۔

"معاف کرنا دوست ..... !" وہ اس کا شانہ تھپک کر بولا ! .....

"میں اپنے کتے کے قاتل کی تلاش میں ہوں ..... کیا تم مجھے کچھ دور اپنی موٹر سائیکل پہ لے چلو گے ..... !"

"ضرور — ضرور ..... بیٹھ جاؤ پیچھے !"

وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو گئے اور ظفر اسے بتانے لگا وہ کتنا شاندار رکھوالی کا کتا تھا ! اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ فادر بیلی کے فارم پر کام کرتا ہے ..... !

موٹر سائیکل آگے بڑھتی رہی ..... پھر وہ ایک ایسی جگہ پر آ پہنچے جس کے چاروں طرف اونچے اونچے ٹیلے تھے اور یہاں کوئی کام ہو رہا تھا ..... ظفر بھی اجنبی کو راستہ بتاتا ہوا یہاں تک لایا تھا۔ !

"یہاں کیا ہو رہا ہے !" اجنبی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا

"ادھر تو میں پہلی بار آیا ہوں !"

"ایک فرم یہاں ہالی ڈے کیمپ بنا رہی ہے ..... !"

"احمقوں کی فرم معلوم ہوتی ہے ..... ادھر کون آنا پسند کرے گا !"

"وہ ادھر ایک سڑک بھی بنا رہے ہیں جو نیشنل ہائی وے سے ملا دی جائے گی ..... !"

"تب تو ٹھیک ہے ....." اجنبی نے سر ہلا کر کہا !

لکڑی کے بنے ہوئے کیبن کے قریب ظفر نے موٹر سائیکل رکوائی ... اور اجنبی نے اس سے پوچھا "کیا یہاں پینے کا پانی مل سکے گا ..... !"

"ضرور — ضرور ..... ٹھہرو ..... میں لاتا ہوں ..... !"

وہ اجنبی کو وہیں چھوڑ کر کیبن کے اندر گیا۔

یہاں ایک بوڑھا یوریشین کرسی پر بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا۔ ظفر پر نظر پڑتے ہی اچھل پڑا .....

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ !" وہ اس کی طرف اخبار بڑھاتا ہوا بولا۔

"کل شام کا اخبار ہے !" ظفر نے ہنس کر پوچھا !

"ہاں ..... ! وہ اکتالیس آدمی کہاں گئے ..... ! تم نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا ..... ؟"

"اس سلسلے میں تمہاری زبان بند ہی رہنی چاہیئے !" ظفر نے اسے گھورتے ہوئے کہا !

"میں پوچھتا ہوں میرے ٹرین کئے ہوئے کتے غیر قانونی حرکت کے لئے کیوں استعمال کئے گئے !"

"آواز زیادہ بلند نہ کرو۔ ڈینی ولسن ورنہ گولی مار دوں گا !" ظفر بندوق سیدھی کرتا ہوا بولا "تمہاری لاش تک کا پتہ نہ چلے گا۔ !"

"اوہ — کیا تم مجھے بزدل سمجھتے ہو !" ڈینی سینہ تان کر اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا .....

اور اچانک کسی نے پیچھے سے ظفر کی بندوق چھین لی۔ اس نے مڑ کر اس سے لپٹ پڑنا چاہا ..... لیکن خوف ناک صورت والے اجنبی کا گھٹنا اس کے پیٹ پر لگا اور وہ کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا ! پھر دونوں ہاتھوں سے پیٹ دباتے ہوئے بولا "تم — تم — یہ کیا حرکت — !"

"کچھ بھی نہیں !" اجنبی نے پُرسکون لہجے میں کہا ! "کچھ دیر پہلے اسی بندوق سے تم مجھے دھمکا چکے ہو ..... اور اب اس شریف آدمی سے چھیڑ چھاڑ کی سوجھی ہے !"

"بندوق مجھے دو ..... ورنہ جان سے مار دوں گا !"

"اب کاہے سے مارو گے ..... بندوق تو میرے پاس ہے !" اجنبی ہنس کر بولا۔

"میں کہتا ہوں بندوق واپس کر دو ..... ورنہ میرے ایک اشارے پر وہ ڈیڑھ سو آدمی جو یہاں کام کر رہے ہیں تمہاری تکّا بوٹی کر دیں گے !"

"ارے باپ رے ..... !" دفعتہً اجنبی نے خوف زدہ لہجہ میں کہا "میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔ یہ لو بندوق اور مجھے پانی پلواؤ ..... !"

جیسے ہی وہ آگے بڑھا بندوق کا کندھا اس کی داہنی کنپٹی پر پڑا ..... اس نے غالباً چیخنے ہی کے لئے منہ کھولا تھا لیکن آواز نہ نکل سکی۔ اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا ..... اجنبی نے بندوق اس کے قریب ہی ڈال دی اور ڈینی سے بولا ! "تم خطرے میں ہو — فوراً یہاں سے نکل چلو !"

"تت ..... تمہاری ..... آواز جانی پہچانی سی لگتی ہے ... لل ... لیکن ..... !" ڈینی ہکلایا۔

"لیکن صورت سے خبیث لگتا ہوں — اس کی پرواہ نہ کرو ..... فی الحال جان بچانے کی سوچو — مطلب براری کے بعد یہ لوگ تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے جب کہ شاید تمہیں بھی دھوکے میں رکھا گیا تھا !"

"وہ بالکل دھوکے میں رکھا گیا تھا — !"

"باقی پھر کریں گے چلو ..... !"

ڈینی نے بیہوش ظفر کی طرف دیکھا ... !"

"ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہ آ سکے گا !" اجنبی نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور وہ دونوں باہر آئے۔

موٹر سائیکل روانہ ہو گئی۔ کسی نے آنکھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا بھی نہیں۔ سب اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہے۔

اونچے نیچے راستوں سے گزر کر ہائی وے تک پہنچنے میں قریباً پندرہ منٹ لگے تھے۔

تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو دوست — !"

"تمہارے گھر تو ہرگز نہیں لے جاؤں گا ..... کیونکہ تمہارے اسسٹنٹ پر بھی کل قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے ....."

"تو ..... نہیں — !"

"یقین کرو — تمہارے نئے ملازم ڈیو نے یہ حرکت کی تھی !"

"وہ گیسپر ..... گیسپر ..... کیا وہ مر گیا ..... !"

"نہیں زندہ ہے ..... خنجر سینے کی بجائے بازو پر لگا تھا !"

"میرے خدا — یہ سب کیا ہو رہا ہے ..... تم کون ہو !

"میں نے پہلے تمہیں کبھی نہیں دیکھا ..... لیکن آواز ..... !

"تم نے مجھے شکرال میں دیکھا تھا ڈینی ولسن — !"

"اوہ خدایا ..... اوہ ..... یہ آواز ..... ماسٹر عمران کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی ..... ماسٹر عمران ..... تم مجھ گنہگار کی اس قدر خبر گیری کیوں کرتے ہو — !"

"سنا ہے .... تم نے شراب ترک کر دی ہے .... !" عمران نے پوچھا!

"اب پھر شروع کر دوں گا — !" ڈینی نے بیحد غصیلے لہجہ میں کہا!

"کیوں ؟ — کیا اس لئے کہ میں نے پوچھ لیا ہے !"

"نہیں ؟ — اس لئے کہ میں نے ایک بہت بڑے فراڈ آدمی کے کہنے سے شراب ترک کر دی تھی — !"

"تمہارا اشارہ غالباً فادر بیلی کی طرف ہے !"

"اوہ تو تم سب کچھ جانتے ہو — !"

"صرف اسی حد تک جانتا ہوں .... کہ تم پادریوں کی صحبت میں رہنے لگے ہو — !"

"میں تمہیں بتاؤں گا — سب کچھ اطمینان سے بتا دوں گا۔

* * *

روشی کلاڈیا کو اپنے ساتھ لائی تھی۔ اس وقت رات کے دس بجے تھے اور کلاڈیا بہت زیادہ پریشان دکھائی دیتی تھی۔ روشی کے استفسار پر اس نے کہا۔

"میں پاپا کے لئے پریشان ہوں .... شام سے کئی بار فون کر چکی ہوں لیکن یہی جواب ملتا ہے وہ فارم پر موجود نہیں ہیں ! سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں !"

"ہو سکتا ہے ! وہ کہیں چلے گئے ہوں —— آخر اس میں پریشانی کی کیا بات ہے !" روشی نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

"اب تم سو جاؤ — !"

کلاڈیا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی .... پھر دوسرے کمرے میں چلی گئی !

روشی کو عمران کا انتظار تھا ! .... اس نے فون پر اس سے کہا تھا کہ وہ رات کو کسی وقت اس کے گھر آئے گا !

ساڑھے دس بجے اس نے پھر عمران کے نمبر رنگ کئے .... لیکن سلیمان سے جواب ملا" ان کا دور دور تک کہیں پتہ نہیں ! کہیں اور سے آپ کو فون کیا ہوگا — اگر آئے تو بتا دوں گا —"

روشی .... ریسیور رکھ کر صوفے پر آ بیٹھی ..... وہ سوچ رہی تھی کہ عمران یقینی طور پر ظفر کے پیچھے لگ گیا ہوگا کیونکہ جب یہاں اس کی کال آئی تھی تو اس نے اس کو ظفر کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا ! ظاہر ہے کہ عمران اس دوران میں خود اس کی نقل و حرکت سے بھی پوری طرح واقف رہا ہوگا تب ہی تو اس نے اسے فلیٹ کے نمبر پر فون کیا تھا اور ہو سکتا ہے اس کہانی کا اختتام بھی اسی کے ہاتھوں ہوا ہو ... !

بہرحال اب تو اسے عمران کا انتظار کرنا ہی تھا ! اچانک اسے یاد آیا کہ عمران نے پچھلی رات اس سے ڈینی ولسن کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ بھی فارم پر موجود ہے یا نہیں — ! آخر ڈینی ولسن ... کیوں ؟ .... اسے دھیان نہیں رہا تھا کہ باتوں باتوں میں کلاڈیا ہی سے ڈینی کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتی۔

اچانک کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی .... اس وقت فلیٹ میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا —— روشی نے ملازمہ کو بھی چھٹی دے دی تھی — !

وہ ڈرائنگ روم سے صدر دروازے پر آئی .... اور بولٹ گرا کر دروازہ کھولا .....

لیکن آنے والا عمران نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ اسے بڑی بیدردی سے دھکیلتا ہوا اندر گھس آیا تھا — !

"تم —— !" روشی غرائی .... آنے والا۔ ظفر الدین سپاٹا تھا ، لیکن اس وقت وہ مزدور کے روپ میں نہیں تھا۔ چہرے کا ایک حصہ متورم نظر آ رہا تھا —— !

ظفر کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور اس کا رُخ روشی ہی کی طرف تھا .....

"چلو .... کہیں بیٹھ کر باتیں کریں گے !" وہ ریوالور کو جنبش دے کر بولا ......

روشی دروازے کی طرف مڑتی ہوئی بولی۔ "ریوالور جیب میں رکھ لو اس کے بغیر بھی باتیں ہو سکتی ہیں !"

اس کے لہجے میں بے پروائی کا انداز تھا —— وہ ڈرائنگ روم میں آئے ....

میں کہتی ہوں اسے جیب میں رکھ لو —— روشی نے سخت لہجے میں کہا

"عمران کہاں ہے !" اس بار ظفر کے لہجے میں سفاکی تھی —— !

"میں نہیں جانتی —— !"

"یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ تم عمران کی داشتہ ہو .... !"

"داشتائیں تم جیسے ذلیل آدمیوں کی ہوتی ہوں گی — عمران بہت گریٹ آدمی ہے اور تم کان کھول کر سن لو کہ میری زندگی میں کلاڈیا کو ہاتھ بھی نہ لگا سکو گے —— میں نے فادر کو تمہاری اصلیت سے آگاہ کر دیا ہے !"

"فادر — پوہ ! — وہ بے چارہ خود میرے ہاتھوں میں کھلونا ہے جس وقت چاہوں اسے ایک چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دوں — پچھلی رات تم نے فارم پر کس کی کال ریسیو کی تھی ——"

"اپنے مینیجر کی —— !"

"اور تم اس سے برمیز میں گفتگو کرتی رہی تھیں .... لیکن تمہارا مینیجر برمیز نہیں جانتا —— !"

اچانک ایسی آواز آئی جیسے کسی نے دروازے کا بولٹ چڑھایا ہو .... ظفر غالباً دروازہ بولٹ کرنا بھول گیا تھا ..... پھر جیسے ہی وہ ڈرائنگ روم کے دروازے کی طرف مڑا ...... غصے سے پاگل ہو گیا .... اس کے سامنے وہی بھدی ناک اور گھنی مونچھوں والا موجود تھا جس نے ہال ڈے کیمپ میں نہ صرف اس کی پٹائی کی تھی بلکہ ڈینی کو بھی نکال لے گیا تھا — !

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ .... ورنہ گولی مار دوں گا ... ! ریوالور میں تم سائیلنسر دیکھ ہی رہے ہو گے — !"

"وہ تو میں دیکھ رہا ہوں !" بھدی ناک والے نے کہا ! "لیکن آخر تم چوبیس گھنٹوں میں مجھے کتنی بار گولی مارو گے .... !"

"میں کہتا ہوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ — !" ظفر گرجا ... اتنے

میں اس نے دیکھا کہ کلاڈیا بھی اس آدمی کے پیچھے آکھڑی ہوئی ہے۔

"تم اپنے کمرے جاؤ۔۔۔!" ظفر دھاڑا۔۔۔۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔!" وہ روہانسی آواز میں بولی۔

"کلاڈیا کمرے میں جاؤ۔۔۔!" روشی نے بھی کہا۔ وہ نہایت اطمینان سے صوفے پر نیم دراز تھی اور ظفر اب اس کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔ اچانک روشی نے شلف پر رکھے ہوئے ہینڈ بیگ سے اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکالا۔۔۔۔ اور سرد لہجے میں بولی "ظفر اپنا ریوالور فرش پر ڈال دو۔ ورنہ میرے پستول کی گولی تمہارے سر میں سوراخ کر دے گی!"

"اوہو۔۔۔!" وہ بوکھلا کر مڑا ہی تھا کہ بھدی ناک والے کی لات اس کی کمر پر پڑی اور وہ اپنے ریوالور سمیت منہ کے بل فرش پر گرا۔ روشی اب بھی پہلے ہی کے سے مطمئن انداز میں صوفے پر نیم دراز تھی! اور ظفر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ بھدی ناک والے نے اس کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا۔ کلاڈیا اب بھی وہیں موجود تھی اور ایک گوشے میں کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی —!

"اٹھ کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ جاؤ!" عمران نے ظفر کو گھورتے ہوئے کہا۔

ظفر اٹھا تھا اور چپ چاپ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔ لیکن اجنبی کو اس طرح گھورے جا رہا تھا جیسے اس کو کچا چبا جائے گا۔!

"اور خالہ جان!" اجنبی نے روشی کی طرف مڑ کر کہا! "اب تم اپنی پستول بھی رکھ دو —— تم اچھی طرح جانتی ہو کہ مجھے دھماکوں سے ہول آتا ہے۔۔۔۔!"

"بہت اچھا۔ پیارے طوطے!" روشی نے ہنس کر کہا۔ عمران کی "ریڈی میڈ" حرکتوں سے اس سے زیادہ اور کون واقف ہو سکتا تھا۔

"تم کون ہو!" دفعتہً ظفر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا! "اور میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔!"

"ڈیزی کو وہاں سے لے جانے والے کو تم سے محبت تو نہیں ہو سکتی!"

"تمہیں۔ ان معاملات سے کیا سروکار۔!"

"بلیک میلر ہوں۔ تم سے ایک تحریر لے کر چھوڑ دوں گا۔!"

"یہ مردود اس لڑکی کے چکر میں تھا۔!" روشی بولی۔

"خالہ جان۔۔۔۔ تم بہت بھولی ہو۔۔۔۔ لڑکی کے لئے آج کل مزدور نہیں بنا کرتے سرمایہ داری ہی کافی ہوتی ہے۔۔۔۔!" بھدی ناک والے نے کہا!

"پھر۔۔۔۔!"

"ھلاکو اینڈ کو۔!"

"کیا بکواس ہے۔۔۔!" ظفر چیخ کر کھڑا ہو گیا!۔۔۔۔

"بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ ورنہ صورت بھی نہ پہچانی جائے گی۔ میرے ہاتھ بندوق کے کندے سے بھی زیادہ سخت ہیں!"

ظفر بیٹھ کر ہانپنے لگا پھر بولا! "ھلاکو اینڈ کو سے کیا مطلب!"

"ڈیزی سے کیا مطلب جس نے ڈینی کے آدمی گیسپر پر حملہ کیا تھا!"

"اوہو۔! تو کیا تم عمران کے آدمی ہو۔!"

"جی ہاں ظفرالدین سپاٹا صاحب! ڈیزی، ڈینی اور گیسپر اس وقت

عمران کے قبضے میں ہیں۔۔۔!"

"مم۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔ ملا دو۔۔۔۔ عمران سے۔۔۔۔ پولیس کی دلالی کر کے اس کے ہاتھ کیا آتا ہے۔۔۔۔ ایک سڑے سے فلیٹ میں رہتا ہے گھٹیا آدمیوں کی طرح!"

"مجھے اس سے کیا سروکار۔۔۔۔ مجھ سے جو کام وہ لیتا ہے اس کا معقول معاوضہ بھی دیتا ہے!"

"لیکن خود اس کی زندگی۔!"

"مجھے اپنی زندگی کے علاوہ اور کسی سے کوئی سروکار نہیں! — ویسے اگر تم ان اکتالیس آدمیوں کا پتہ بتا دو تو تمہاری زندگی کی ضمانت ضرور دی جا سکے گی۔!"

"میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"تو پھر عمران کو کیوں تلاش کرتے پھر رہے ہو۔۔۔!"

"یہ میں عمران ہی کو بتا سکوں گا۔!"

"کیا تم عمران کو پہچانتے ہو۔!"

"پہچانتا ہوں۔"

"اچھا تو پھر چلو میرے ساتھ۔! لیکن فائدے ہی کی بات ہونی چاہیئے!"

ظفر کی آنکھوں میں ہچکچاہٹ کے آثار تھے۔ اجنبی نے آگے بڑھ کر اس کے شانے پر تھپکی دی۔۔۔۔

"نہیں میں اس سے نہیں ملنا چاہتا!" ظفر نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ اپنے شانے سے جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو پھر یہ بھی ناممکن ہے کہ تم ان بیچاری عورتوں کو خوف زدہ کرتے رہو۔۔۔۔ نکلو یہاں سے۔!"

"اچھی بات ہے۔۔۔!" ظفر آگے بڑھ کر دروازے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔۔۔۔ اجنبی اس کے پیچھے تھا۔۔۔ اچانک ظفر مڑ کر اس سے لپٹ پڑا۔۔۔۔

کلاڈیا دروازے کے پاس سے بھاگ کر روشی کے پاس پہنچ گئی تھی۔

"یہ۔۔۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے!" وہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔

"فکر نہ کرو۔ ظفر کی قلعی کھل رہی ہے!"

بھدی ناک والے نے ظفر کو کمر پر لاد کر دے پٹخا تھا اور اب سینے پر سوار تھپڑوں سے اس کا منہ لال کئے دے رہا تھا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے!" کلاڈیا نے سرگوشی کی۔۔۔!

"چلو۔۔۔ ہم تم دوسرے کمرے میں چلیں۔!

"یہ۔۔۔۔ آدمی کون ہے۔۔۔؟

"آؤ۔۔۔! روشی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

وہ اسے اس کمرے میں لائی جہاں اس کے سونے کا انتظام کیا تھا!

"مجھے بتاؤ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

"میں خود نہیں جانتی۔۔۔۔ لیکن ان دونوں کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ھلاکو اینڈ کمپنی سے متعلق کوئی معاملہ ہے!"

"تو کیا۔۔۔ تو کیا۔۔۔۔ میرے پاپا۔۔۔!"

"میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی — تم اب سو جاؤ تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا! میرے دوست ظفر کے چیتھڑے اڑا دیں گے!"

"کیا وہ خوف ناک چہرے والا پولیس کا آدمی ہے!"

"ہو سکتا ہے... !"

"ظفر یہاں کیوں آیا تھا — !"

"تمہارے لئے.... !"

"میرے خدا — اور پاپا... کہاں ہیں!"

"اس وقت بھی فارم پر موجود نہیں — !"

"کہیں ظفر نے انہیں بھی کوئی نقصان نہ پہونچایا ہو!"

"کلاڈی ڈیئر — اب تم سو جاؤ.... میرے دوست انہیں بھی دیکھ لیں گے — !"

"میں تنہا نہیں سوؤں گی.... ؟"

"اچھا — اچھا — میں بھی یہیں رہوں گی!"

دفعتہً کلاڈیا اس سے لپٹ کر رو پڑی.... ساتھ ہی وہ کہے جا رہی تھی "پاپا نے کبھی — کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا.... وہ یہاں کے شہری اور ایک محب وطن ہیں...."

"میں جانتی ہوں — میں جانتی ہوں — !" روشی اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

* * *

ظفر کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک ایسے کمرے میں پایا جہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا! لیکن یہ وہ کمرہ تو نہیں تھا جہاں بھدی ناک والے ڈراؤنے آدمی نے اس کی مرمت کی تھی....

ظفر کو بس اتنا ہی یاد تھا کہ وہ اس کے منہ پر پے در پے تھپڑ رسید کر گیا تھا اور شدید ترین غصے اور بے بسی کے احساس کے مابین جو کشمکش ہوئی تھی۔ اس نے بالآخر اسے ہوش و حواس کی سرحدوں سے پرے دھکیل دیا تھا۔

اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر طویل سانس لی اور بستر سے اٹھ گیا فرش پر بیش قیمت قالین نظر آیا اور بیڈ روم کا فرنیچر بھی اعلیٰ درجے کا تھا — !

دروازے کا ہینڈل گھمایا... لیکن دروازہ نہ کھل سکا! غالباً باہر سے مقفل کر دیا گیا تھا۔ قفل کے سوراخ سے دوسری طرف جھانکنے کی کوشش کی۔ مگر اندھیرے کے علاوہ ادھر کچھ نہیں تھا۔

کیا وہ اسی آدمی کی قید میں ہے؟ اس نے سوچا.... اس آدمی کی قید میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پوری طرح عمران کی گرفت میں آ گیا ہے!

دفعتہً کسی نے دروازے کے قفل میں کنجی گھمائی اور دروازہ کھلتا چلا گیا! ظفر بے حس و حرکت بیٹھا رہا اور پھر اس کی آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی — بڑی خوب صورت عورت تھی۔ کسی مغربی ملک سے تعلق رکھتی تھی!

ظفر بستر سے اٹھ گیا!....

"ہلو چارمنگ.... !" وہ بڑے پیار سے بولی! "کیسے ہو — !"

"شکریہ.... !" ظفر اپنی اذیتیں بھول کر لگاوٹ کے ساتھ مسکرایا۔

"کیا پیوگے — !"

"جو کچھ بھی نصیب ہو جائے.... !"

عورت نے الماری کھول کر شراب کی بوتل اور سوڈے کا سائفن نکالا اور اس کے لئے گلاس تیار کرنے لگی — !

ظفر نے شکریئے کے ساتھ گلاس قبول کر کے کہا تھا "کیا تم نہ پیوگی — !"

"میں آٹھ بجے کے بعد قطعاً نہیں پیتی...."

ظفر اسے غور سے دیکھے جا رہا تھا.... اس نے ابھی تک یہ بھی نہ پوچھا تھا کہ خود کہاں ہے اور وہ عورت کون ہے ؟....

گلاس ختم کر کے اس نے جیبیں ٹٹولیں اور سگریٹ نکال کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ غالباً سلگانے کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔

عورت نے الماری میں سے لائٹر نکال کر اس کا سگریٹ سلگایا....

"تم بہت خوب صورت ہو!.... ایسی حسین آنکھیں میں نے پہلی بار دیکھی ہیں.... وہ سگریٹ کا کش لے کر بولا — !

"تمہارا چہرہ متورم نہ ہوتا تو تم بھی خاصے دل کش لگتے!" عورت نے دلآویز سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

ہاں — ہاں... !" وہ برا سا منہ بنا کر بولا! "میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس بھتنے اور بے ہنگم آدمی سے تمہارا کوئی تعلق ہوگا — !"

"وہ میرا ملازم ہے.... !"

"اوہو — ! اس نے تو کہا تھا کہ وہ عمران کا آدمی ہے!"

"وقتی طور پر عمران بھی میرا ملازم ہے — !"

"ہوں! تو تمہاری وجہ سے میں اس حال کو پہونچا ہوں!"

"نہیں اپنی وجہ سے — !"

"میں نہیں سمجھا — !"

"میں خلوص نیت سے چاہتی ہوں کہ اب تم اس وحشی کے ہتھے نہ چڑھو قتل کر دینا اس کی ہابی ہے.... اسے اپنے شکاروں کی صحیح تعداد بھی یاد نہیں!"۔

"تم کیا چاہتی ہو — !"

"ان اکتالیس آدمیوں کی بازیابی — کسی وجہ سے میرے سفارت خانے پر شبہ کیا جا رہا ہے — اور ہم اسے پسند نہیں کرتے — !"

"کس سفارت خانے سے تمہارا تعلق ہے — !"

"یہ نہیں بتایا جا سکتا — !"

"یقین کرو — میں نہیں جانتا کہ وہ اکتالیس آدمی کہاں ہیں ؟"

"پھر کون جانتا ہے !"

"اس کا بھی مجھے علم نہیں — !" "کیا ڈینی اور وینو بھی تمہارے ہی قبضے میں ہیں !"

"ظاہر ہے !... عمران میرے ہی لئے کام کر رہا ہے !... میری معلومات کے مطابق.... تم ایک ذمہ دار اور با عزت شہری ہو اگر تمہیں پولیس کے حوالے کر دیا گیا تو تمہاری ساکھ بگڑ جائے گی — !"

"تو پھر — تو پھر — !" ظفر نے مضطربانہ کہا۔

"اگر وہ اکتالیس آدمی مجھے مل جائیں تو کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی کہ تم بھی اس سازش میں ملوث تھے !"

"یقین کرو.... مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں.... اس میں شک

نہیں کہ کتوں کو ٹرین کرنے میں میرا بھی ہاتھ تھا لیکن میں مقصد سے ناواقف ہوں — !"

"غالباً تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہاری حیثیت ایک آلۂ کار سے زیادہ نہیں —— !"

"یہی حقیقت بھی ہے !"

"کس کے آلۂ کار ہو !"

"میں نہیں جانتا —— "

"موسیو ظفر مجھے بہلانے کی کوشش نہ کرو ..... تم ایک کروڑ پتی آدمی ہو .... آخر تمہیں کس مجبوری نے کسی کا آلۂ کار بنا دیا ۔ !"

"صرف دولت کی ہوس ہی سب سے بڑی مجبوری نہیں ہے ... !"

"تو پھر — ! وہ اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی !

"بلیک میلنگ ! پہلے اس نے مجھے بلیک میل کیا اور پھر مجھ سے کئی اور دوسرے لوگوں کو بلیک میل کراتا رہا ہے ! نادر بیلی بھی ان میں شامل ہے .... اکثر سوچتا ہوں کہ اس شریف اور نیک نفس آدمی کو خواہ مخواہ ان معاملات میں الجھایا گیا ہے ..."

"تم نے اس سے کتنی رقم اینٹھی ہے .... !"

"رقم !" ظفر مسکرا کر بولا ! "ایک حبہ بھی نہیں وہ تو بلیک میل کر کے لوگوں کو اپنا غلام بناتا ہے .... تاکہ ان سے ان کے ضمیر کے خلاف بھی کام کراتا رہے .... مجھے دیکھو میں نادر بیلی کے فارم پر ایک مزدور کی حیثیت سے کام کرتا ہوں .... !"

"بڑی عجیب بات ہے .... ! بھلا اس کا کیا مقصد ہے ! ...."

"میرے لئے ایک گلاس اور بنا دو اچھی خاتون ... پھر میں تمہیں اپنی کہانی شروع سے سناؤں گا — !"

وہ پھر اس کے لئے شراب انڈیلنے لگی ... ظفر کے دل میں نہ اس کے خلاف نفرت تھی اور نہ کوئی اور جذبہ .... وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا ! دوبارہ گلاس لے کر اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا !

پھر تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا "تین سال پہلے کی بات ہے کہ مجھے اس کا پہلا خط ملا تھا جس میں اس نے میرے ایک ایسے راز کا ذکر کیا تھا جس کے افشا ہو جانے پر میں موت کو ترجیح دیتا .... اس طرح اس نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں اس کے لئے کام کروں ... اور یہ کام زیادہ تر دوسروں کو بلیک میل کر کے اس کے لئے کارآمد بنانا تھا .... !"

"لیکن ابھی تم نے بتایا تھا کہ تم نادر بیلی کے فارم پر مزدور کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے ہو .... !"

"ہاں یہ درست ہے .... ایک خاص کام کی نگرانی کے لئے مجھے ایسا کرنا پڑا تھا ... ؟ فارم کے قریب ہی ٹیلوں کے درمیان وہ ایک ہالی ڈے کیمپ تعمیر کرا رہا ہے جس کی نگرانی میرے سپرد ہے ۔ ایک فراڈ فرم بنائی گئی ہے جس کا سب سے بڑا حصہ دار میں خود ہوں اور دوسرے حصہ دار وہ ہیں جو میرے ذریعہ بلیک میل کئے گئے ہیں .... نادر بیلی بھی انہیں میں شامل ہے .... میرا خیال ہے کہ نادر بیلی محض اسی لئے بلیک میل کیا گیا ہے کہ اس کے فارم کے قریب ہالی ڈے کیمپ کی تعمیر اور کتوں کی ٹریننگ کا انتظام کرنا تھا .... ڈینی ولسن کی نگرانی میں کتے وہیں ٹرین کئے جاتے ہیں اسی دوران میں وہ مردود مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کرتا رہا تھا کہ ہم سب ایک نیک مقصد کے حصول کے لئے بلیک میل کئے جا رہے ہیں .... ایک ایسے بزنس کا قیام اس کا مقصد بتایا جاتا تھا جس سے غریبوں کو اعلٰے پیمانے پر فائدہ پہنچنے کا امکان ہو سکتا تھا .... مجھ سے کہا گیا تھا کہ اعلیٰ تربیت یافتہ کتے پبلسٹی کا بہترین ذریعہ ثابت ہوں گے... اور میں نے دیکھا بھی کہ چند ہی دنوں میں ان کتوں کی دھوم سارے ملک میں ہو گئی ۔ خود ڈینی بھی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ وہ کوئی غیر معمولی کام کر رہا ہے ... وہ تو اس وقت سب کی آنکھیں کھلیں جب اکتالیس سرکاری آدمیوں کے غائب ہو جانے کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی .... نادر بیلی پر زبردست ہارٹ اٹیک ہوا تھا !"

"اب وہ کہاں غائب ہو گیا — ! فارم پر موجود نہیں ہے .... !"

"میں نہیں جانتا — ! بیحد ڈرپوک آدمی ہے .... مجھے فارم پر رہنے کی ہدایت اس لئے بھی دی گئی تھی کہ میں نادر بیلی کی دیکھ بھال بھی کرتا ہوں .... کہیں وہ کوئی ایسی احمقانہ حرکت نہ کر بیٹھے جس سے قبل از وقت ہی بھانڈا پھوٹ جائے !"

"کیسا بھانڈا —" عورت اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"اس کے بارے میں بھی میں کچھ نہیں جانتا تھا — !"

"تمہارے بیان سے یہ قطعی ثابت نہیں ہوتا کہ تم اسے محض ایک اچھے کام کی حیثیت سے دیکھتے رہے ہو .... کیونکہ ڈینی کے اسسٹنٹ پر حملہ تمہی نے کرایا تھا — اگر وہ نیک مقصد رکھنے والا کام تھا تو اس کے لئے قتل کیا معنی رکھتا ہے !"

"انہی سب باتوں کی وجہ سے میں ہمیشہ تذبذب میں رہا — ! لیکن میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اپنے اس راز کے افشا پر موت کو ترجیح دیتا اور اب بھی مرنے کے لئے تیار ہوں اس راز کے بدلے !"

"ڈینی جیسے آدمی سے شراب کیونکر ترک کرائی گئی ... !"

"یہ کام نادر بیلی کے سپرد کیا گیا تھا اور شراب محض اس لئے چھڑائی گئی تھی کہ کہیں وہ نشے میں ان کتوں کی ٹریننگ کا احوال نہ بیان کرتا پھرے — !"

"کیا اسے بھی بلیک میل کیا گیا تھا — !"

"نہیں .... ! معقول معاوضے پر اس کی خدمات حاصل کی گئیں تھیں"

"نادر بیلی کو تم نے کیونکر بلیک میل کیا تھا — !"

"اگر میں نے نادر بیلی کا راز ظاہر کر دیا تو اپنا بھی ظاہر کرنا پڑے گا ... !" وہ عورت کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا کر بولا ۔ "میں اس کے راز کے لئے بھی مرنے کو تیار ہوں ۔ صرف اسی کے لئے نہیں بلکہ ہر اس آدمی کے لئے جو میرے ذریعہ بلیک میل ہوا ہے .... یقین کرو کہ کوئی آسمانی حور بھی مجھ سے کسی کا کوئی راز نہیں معلوم کر سکتی ! اس معاملے اس مردود آدمی کے انتخاب کی داد دینی پڑے گی کہ اس نے مجھ جیسے آدمی کو آلۂ کار بنایا ! اور ہاں وہ آدمی بھی بہت چالاک معلوم ہوتا ہے جس نے تم جیسی خوبصورت خاتون کو میرے پاس بھیجا ہے ..... ورنہ وہ تشدد کی بھی سوچ سکتا تھا .... !"

"تم یقیناً بہت ذہین آدمی ہو — !" عورت بھی بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی پھر سنجیدگی اختیار کر کے بولی "اصل بات تو جہاں تھی

وہیں رہ گئی... ان اکتالیس آدمیوں کی بازیابی... !"

"اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کہاں ہیں تو میں خود ہی ان کی رہائی کی فکر کرتا.... سرکاری آدمیوں سے ڈر کیسے [illegible] کا معاملہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی سچ مچ ڈینی تک جا پہونچے گا جبکہ یہاں بہتیرے ٹرینر موجود ہیں! یقیناً یہ میری ناتجربہ کاری تھی کہ میں نے ایسا اقدام کیا۔ ڈینی ہی کو اس طرح الجھاتا کہ وہ پھر اپنے آدمیوں میں پہونچ ہی نہ سکتا!! ڈینو کا وجود ہی گرفت کا باعث بن گیا۔!"

"جس شخص سے تم احکامات حاصل کرتے ہو.. اس سے کبھی ملے بھی ہو!"

"اکثر ملاقات ہو جاتی ہے۔ بے حد چالاک آدمی ہے... میں نے کئی بار کوشش کی ہے کہ اسے مار ڈالوں لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔"

"ملاقات کا طریقہ کیا ہے...!"

"جب بھی ملنا ہوتا ہے.... کسی جگہ طلب کر لیتا ہے.... اور یہ اطلاع عموماً دستی خط کی صورت میں ہوتی ہے... کہیں نہ کہیں کوئی اجنبی مجھے اس کا خط تھما دیتا ہے۔"

"وہ کوئی مقامی آدمی ہے!"

"نہیں کسی مغربی ملک سے تعلق رکھتا ہے.... ایسا بے جان چہرہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ مُردوں کی سی آنکھیں ہیں لیکن بے پناہ جسمانی طاقت رکھتا ہے! ایک بار میں اس سے لپٹ پڑا تھا لیکن اس نے مجھے تنکے کی طرح اچھال پھینکا!"

"تو پھر ان اکتالیس آدمیوں کی بازیابی کے لئے کیا کیا جائے۔!"

"میں اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہیں ان آدمیوں کے نام اور پتے لکھوا دوں جو [illegible] سے بلیک میل کئے گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس قسم کا کوئی کام [illegible]"

"لیکن ابھی تم کہہ رہے تھے کہ انہیں سارے احکامات تمہارے ہی ذریعہ سے ملتے ہیں!"

"لیکن میرے توسط سے کسی کو کوئی ایسا پیغام نہیں پہونچا۔"

"خیر۔ تم ان کے نام اور پتے.... لکھواؤ... !" عورت نے کاغذ پنسل سنبھالتے ہوئے کہا۔!"

ظفر نے آٹھ نام لکھوائے یہ سب ذی حیثیت لوگ تھے۔ ان میں تین بڑے عہدے دار بھی تھے۔!

"کیا میں تمہارے لئے تیسرا گلاس بناؤں... !" عورت نے مسکرا کر پوچھا!

"نہیں شکریہ.... بے ہوش ہو جانے کی حد تک نہیں پیتا۔"

"تو پھر اب آرام کرو... اگر ہماری اسکیم سے متفق ہو گئے تو تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا اور اپنی عزت و شہرت سمیت زندہ رہ سکو گے!"

"اس شرط کے ساتھ کہ مجھ سے میرا اپنا وہ راز اگلوانے کی کوشش نہ کی جائے جس کے اخفا کے لئے میں اس دلدل میں پھنسا تھا.... اور دوسروں کے راز بھی تم مجھ سے نہ معلوم کر سکو گی۔!"

"مجھے کسی کے بھی رازوں سے دلچسپی نہیں!" عورت نے خشک لہجے میں کہا! اور اٹھ کر چلی گئی... کمرہ باہر سے

مقفل کر دیا گیا تھا!

* * *

اچانک روشی کی آنکھ کھل گئی۔ کوئی باہر سے مسلسل گھنٹی بجائے جا رہا تھا.... ظفر اور عمران سے چھٹکارا پانے کے بعد بمشکل تمام ڈیڑھ گھنٹے سو سکی ہو گی.... اس وقت ٹائم پیس رات کے تین بجا رہی تھی!

روشی نے تکیے کے نیچے سے پستول نکالا اور بڑی احتیاط سے صدر دروازے کی طرف بڑھی... !

"کون ہے.... !" دروازے کے قریب پہونچ کر اس نے سخت لہجے میں پوچھا!

"میں ہوں.... میری بچی... !" باہر سے فادر بیلی کی آواز آئی۔

"اوہ۔ فادر..." روشی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں دروازہ کھولا... اور اسی طرح اس نے اندر گھس کر دروازہ بولٹ کیا جیسے ملک الموت تعاقب میں ہو....

پھر وہ وہیں کھڑے کھڑے خاموشی سے ہانپتا رہا....

اس کا چہرہ زرد تھا اور ہاتھ بُری طرح لرز رہے تھے۔

"کیا بات ہے مقدس فادر... اندر چلئے۔!"

"ہاں.... ہاں.... گگ... کلاڈیا کہاں ہے...؟"

"آرام سے سو رہی ہے...."

وہ اسے نشست کے کمرے میں لائی.... اور بولی! "میں پانچ منٹ میں آپ کے لئے کافی تیار کر لوں گی.... آپ بہت زیادہ پریشان اور تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں!"

"میں ایک بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں میری بچی..... ظفر دراصل ایک بہت بڑا بلیک میلر ہے... !"

"آپ بالکل فکر نہ کیجئے!..... وہ مناسب ہاتھوں میں پہونچ چکا ہے!"

"گگ کیا مطلب۔ !"

"قانون کے محافظوں کے ہاتھوں میں... !"

"گگ۔ کیا... !" جیکسن بیلی کی آنکھیں پھیل گئیں.... لیکن یہ حیرت کا اظہار نہ تھا بلکہ اسے خوف کی شدت ہی سے تعبیر کیا جا سکتا تھا.... پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہوتی گئیں اور وہ صوفے سے ڈھلک کر فرش پر آ رہا....

روشی نے کلاڈیا کو بھی جگا دیا اور دونوں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگیں... پندرہ یا بیس منٹ بعد پادری نے دوبارہ آنکھیں کھولی تھیں۔

پوری طرح ہوش میں آنے کے بعد اس نے ظفر کی کہانی شروع کی

"وہ مجھے بلیک میل کر کے وہاں رہنے لگا تھا! ہر آدمی سے ایک نہ ایک ایسا راز ضرور وابستہ ہوتا ہے جس کا اخفا ہی اسے مزید زندہ رکھ سکتا ہے ورنہ پھر موت! میں نہیں جانتا کہ ظفر کو اس کا علم کیونکر ہوا... بہرحال اس نے ایک آدمی کو میرے سپرد کیا کہ میں تلقین کر کے

اس کی شراب نوشی ترک کرا دوں .... وہ آدمی جانوروں کا ٹرینر ہے... میں اس میں کامیاب ہو گیا ! ادھر تھوڑے ہی فاصلے پر ظفر نے ہالی ڈے کیمپ تعمیر کرنے کی اسکیم چلا دی وہیں اس بوڑھے ڈینی ڈکسن نے کتوں کی ٹریننگ کا کام بھی شروع کر دیا۔ اس کے کچھ مخصوص طریقے ہیں جن کی بنا پر کتے ٹرینر کی عدم موجودگی میں بھی اپنی بہترین تربیت کا مظاہرہ کرتے ہیں ! ظفر نے مجھ سے کہا تھا کہ کتے برنس کی پبلسٹی کے لئے ٹرین کئے جا رہے ہیں ....

لیکن ... میرے خدا .... !"

اس نے خاموش ہو کر اپنا چہرہ ہاتھوں سے ڈھانپ لیا ... کلاڈیا خوف زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی ۔ کچھ دیر بعد پادری نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا " اگر وہ پولیس کے ہاتھ لگ گیا ہے تو میرا وہ راز بھی اُگل دے گا .... اور میں اس کے لئے تیار نہیں ... اس سے پہلے ہی مر جانا پسند کروں گا " میرا خیال ہے کہ وہ ابھی پولیس تک نہ پہونچا ہوگا ... اسے یہاں سے میرا ایک دوست لے گیا ہے ۔

" اگر میں چاہوں تو اس سے اپنے طور پر بات کر سکتی ہوں ... اور ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو سرکاری گواہ بنانے کی کوشش کرے ... ایسی صورت میں آپ کا وہ راز بھی محفوظ رہ سکتا ہے !"

" مم ۔ میں تیار ہوں ۔ بالکل تیار ہوں !"

بات طے ہو گئی اور روشی نے عمران کے دیئے ہوئے مختلف نمبروں پر اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی ! ذرا دیر بعد کامیابی ہو گئی تھی ۔ نئی کہانی سن کر عمران نے کہا !

" اس وقت فادر کو آرام سے سلا دو .... ! صبح میں ادھر آؤں گا لیکن انہیں ہر حال میں اب وہیں روکے رکھنا ... اگر باہر نکلے تو ان کی زندگی کی ضمانت نہ دی جا سکے گی ! ۔"

عمران سورج طلوع ہوتے ہی روشی کے فلیٹ میں داخل ہوا .... پادری کی حالت ابتر تھی .... اس سے عمران کو صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ ظفر نے اس کے فارم کو ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا اور اس نے آس پاس جو کام چھیڑ رکھے تھے ان کے مقصد سے خود پادری لاعلم تھا ۔ ڈینی کے متعلق بھی اتنا ہی بتا سکا جتنا روشی کو پہلے بتا چکا تھا ۔ !

روشی نے عمران کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ وہ اس کے ذاتی راز کے بارے میں کوئی گفتگو نہ کرے جس کی بنا پر وہ بلیک میل کیا گیا ہے ۔ !

" اب بتاؤ میں اس شخص کا اچار ڈالوں یا تل کر کھاؤں ! یہ تو کچھ جانتا ہی نہیں !" عمران نے بعد میں روشی سے کہا ۔ اس وقت نشست کے کمرے میں صرف یہی دونوں تھے ... !

" ظفر کا کیا رہا ... ! روشی نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا ۔

" فی الحال .... وہ جولیا کے سپرد کر دیا گیا ہے ... !"

" واقعی تم خطرناک ہو !" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی " تم خود ظفر کی زبان نہ کھلوا سکتے ..... کچھ ایسا ہی ٹائپ ہے اس کا ... بہرحال اب تم کیا کرو گے ۔ !"

" ظفر کو رہا کر دیا جائے گا !"

" کیا مطلب ۔ !"

" اصل مجرم کوئی اور ہے ..... جس نے اس کے توسط سے جیکسن بل جیسے کئی اور آدمیوں کو بھی بلیک میل کر کے اپنے قبضہ میں کیا تھا ۔ !"

" اوہو ۔ ! تو پھر .... ! کیا وہ اکتالیس آدمی مل گئے ... ؟"

" نہیں ۔ جو لوگ ظفر کے ذریعہ ہاتھ آئے ہیں ان میں سے کوئی بھی ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا ... ! ویسے ظفر ... تمہاری کلاڈیا سے بری طرح وہ کرنے لگا ہے ... کیا کہتے ہیں اسے ... !"

" جو کچھ بھی کرنے لگا ہے ... اسے تم اپنی زبان پر نہ لاؤ .... یہی بہتر ہے .... ورنہ زبان گندی ہو جائے گی ۔ !"

" اور کیا ؟" عمران نے کسی احمق بچے کے سے انداز میں سر کو زور سے جنبش دی !

" ہوں .... تو ظفر کو رہا کر دینے کا مطلب ہوا کہ تم اسے قربانی کا بکرا بنانا چاہتے ہو ... !"

" کیا حرج ہے .... جب کہ وہ خود ہی زندہ نہیں رہنا چاہتا ..... جس راز کی بنا پر اسے بلیک میل کیا گیا ہے ۔ اس کے ظاہر ہو جانے پر موت کو ترجیح دیتا ہے ... اچھا .... اب تم دونوں باپ بیٹی کو اپنے یہاں سے کھسکا دو .... ورنہ خود بھی کسی بڑی مصیبت میں پڑو گی .... "

" نہیں یہ اچھی بات نہ ہو گی .... !"

" تو پھر تم بھی یہ فلیٹ چھوڑ دو ...... ویسے تمہارے لئے کھلی ہوا ہی بہتر ہو گی .... تم بھی ان کے ساتھ ہی فارم پر چلی جاؤ ... !"

" اسکیم کیا ہے .... !"

" تازہ ہوا پھیپھڑوں کے لئے بیحد مفید ہوتی ہے .... پکے گانوں کی مشق ... !"

" بس ختم کرو بکواس .... اگر یہ ضروری ہو تو میں انہیں اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں ... !"

" بیحد ضروری ہے ـــ جتنی جلدی ممکن ہو سکے ... روانہ ہو جاؤ یہاں سے ... !" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ ... روشی کچھ اور بھی پوچھنا چاہتی تھی .... لیکن پھر وہ کہاں ہاتھ آتا ہے ... !

ساڑھے نو بجے تک ان کی روانگی فارم کی طرف ہو سکی تھی .... روشی نے سوچا اپنی گاڑی بھی لے چلنی چاہیئے پتہ نہیں کس وقت کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑے .... پادری اسٹیشن ویگن ڈرائیو کر رہا تھا ۔ کلاڈیا اپنی گاڑی میں تھی ۔ روشی نے اپنی گاڑی سنبھالی ۔

تھوڑی دیر بعد وہ فارم پر پہنچ گئے .... چاروں طرف سناٹا طاری تھا ! گھریلو ملازمین حسب معمول اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے ....

پادری بے دم سا ہو کر برآمدے کی ایک آرام کرسی میں گر گیا تھا .... اس کی آنکھیں بند تھیں .... اور سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی ... !

روشی بھی اس کے قریب ہی بیٹھ گئی ۔ تھوڑی دیر بعد پادری نے آنکھیں کھول کر کمزور سی آواز میں پانی مانگا !

پانی پی لینے کے بعد اس کے چہرے پر کسی قدر تازگی کے آثار نظر آئے تھے ۔

"اب کیا ہو گا ۔ !" اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے روشنی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا !

"سب ٹھیک ہی ہو گا ۔ فادر . . . میرا دوست کوشش کرے گا کہ آپ کی شخصیت داغدار نہ ہو سکے . . . . اچھا . . . ! ایک بات بتائیے "کیا آپ کو علم ہے کہ اصل مجرم ظفر نہیں ہے . . . !"

"کیا ؟" پادری بوکھلا کر کھڑا ہو گیا . . . . اس کی آنکھیں کچھ اور زیادہ پھیل گئی تھیں ۔

"ہاں ۔ فادر ۔ اصل مجرم کوئی اور ہی ہے . . . . سب سے پہلے اس نے ظفر کو بلیک میل کر کے قابو میں کیا پھر اسے کچھ دوسرے لوگوں کے راز بتا کر انہیں بلیک میل کرایا . . . . . آپ بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں ۔ !"

"میں کیا کروں ۔ میں کیا کروں . . . . کوئی اور بھی میرے راز سے واقف ہے ؟ پادری پھر کرسی میں گرتا ہوا کراہا ۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا فادر ۔ یقین کیجئے ! میرا دوست آپ کو بچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا ۔"

"مجھے اطمینان نہیں ہوتا ! میں کیا کروں !" وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا ۔ پھر رک کر روشنی کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا . . . !" کیا تمہیں اپنے دوست کی اس بات کا یقین ہے کہ وہ ظفر سے میرا راز نہیں اگلوا سکا ۔"

"وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا ۔

"صورت سے بالکل احمق معلوم ہوتا تھا ۔ !"

روشنی ہنس پڑی ۔ اور پادری کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات اُبھر آئے جس کی بنا پر اسے فوری طور پر سنجیدگی اختیار کرنی پڑی ۔

دوپہر انہوں نے الگ الگ کمروں میں گذاری تھی اور شام کو پھر برآمدے میں آ بیٹھے تھے !

پادری بدستور پریشان نظر آ رہا تھا ! کلاڈیا کا چہرہ بھی ستا گیا تھا روشنی نے سوچا ممکن ہے اب اسے اپنے باپ کی زندگی سے تعلق رکھنے والے کسی گھناؤنے راز کی فکر ہو —— ہونی بھی چاہیئے جسے وہ اب تک فرشتہ سمجھتی رہی تھی ۔ اچانک کسی غیر قانونی یا غیر اخلاقی معاملے میں ملوث نظر آیا ۔

پادری زیادہ تر خالی خالی آنکھوں سے خلا میں گھورتا رہتا ۔ اگر کسی کو کھانسی بھی آ جاتی تو اس طرح چونک پڑتا جیسے بم کا دھماکا ہوا ہو ——

ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا ! . . . . ملازم چائے کی ٹرالی لایا تھا اور انہیں چائے بنا بنا کر دے رہا تھا کہ ایک گاڑی پھاٹک کے اندر داخل ہوئی اور وہیں رک گئی ! . . . . پادری بوکھلا کر کھڑا ہو گیا تھا کوئی گاڑی سے اتر کر برآمدے کی طرف آتا دکھائی دیا ! . . .

"ارے . . . . اوہ — یہ تو . . . . یہ تو !" پادری ہانپتا ہوا ہکلایا !" ظفر معلوم ہوتا ہے ۔

سچ مچ ظفر ہی تھا اور اس طرح جھومتا جھامتا چلا آ رہا تھا جیسے بہت زیادہ پی رکھی ہو . . . !

وہ چند لمحے برآمدے کے نیچے کھڑا کلاڈیا کو گھورتا رہا پھر اوپر آ گیا . . . .

"مجھے خوش آمدید کہو . . . فادر جیکسن . . . . !" وہ جھومتا ہوا بولا !" وہ مجھ سے کسی کا راز بھی نہیں معلوم کر سکے اور انہوں نے مجھے چھوڑ دیا . . . . !"

"چلے جاؤ . . . . یہاں سے بھاگ جاؤ !" پادری دونوں ہاتھ ہلا کر خوف زدہ لہجے میں بولا "خدا کے لئے — مجھے اور زیادہ پریشان نہ کرو . . . . . !"

لیکن ظفر نہایت اطمینان سے بیٹھ گیا ! اس کے پورے چہرے پر ورم تھا ! روشنی نے سوچا شاید بہت زیادہ مرمت ہوئی ہے . . . . . اور اسی احساس کو مٹانے کے لئے اس وقت اس نے بہت زیادہ پی ڈالی ہے ۔

"فادر ۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ کتوں والے معاملے سے کسی غیر ملکی سفارت خانے کا کیا تعلق ہو سکتا ہے ! ظفر نے بے ہنگم طریقے سے انگلی اٹھا کر پادری سے پوچھا ۔

"میں کسی معاملے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ۔ تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ ۔ !" پادری نے کمزور سی آواز میں کہا !

"بات ابھی پولیس تک نہیں پہونچی ۔ !"

"کوئی غیر ملکی سفارت خانہ اپنے طور پر یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اکتالیس آدمی کہاں غائب ہو گئے . . . "

"غیر ملکی سفارت خانہ . . . !"

"ہاں وہ عورت مجھے اطالوی معلوم ہو رہی تھی ۔ ؟"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ پولیس نے تمہیں چھوڑ کیوں دیا . . . . !"

"کیا تم بہرے ہو . . . . ابھی میں نے کہا تھا کہ بات پولیس تک نہیں پہونچی پولیس اس سفارت خانے کے بعض افراد پر شبہ کر رہی ہے . . . "

"لیکن روشنی تو کہہ رہی تھی کہ وہ اس کا کوئی دوست ہے !" . . .

"دوست ۔ !" ظفر نے روشنی کی طرف دیکھ کر برا سا منہ بنایا ! . . . . چند لمحے اسے گھورتے رہنے کے بعد بولا " وہ کرائے کا ٹٹو ہے جسے کبھی پولیس آلۂ کار بناتی ہے اور کبھی وہ قانون شکنوں کے لئے کام کرتا ہے جو بھی معقول معاوضہ ادا کر سکے . . . . اس سفارت خانے کے آدمیوں نے اس سلسلے میں اس کی خدمات حاصل کی ہیں ! ڈینی بھی اسی کے قبضہ میں ہے . . . . پولیس اس تک نہیں پہنچ سکا . . . . بہر حال سب کچھ جائے جہنم میں . . . . . میرا بزنس مشرق وسطےٰ کے کئی ملکوں میں بھی ہے ۔ ایک ملک کی اعزازی شہریت بھی مجھے حاصل ہے . . . . ادھر ہی نکل جاؤں گا . . . . !"

"تت . . . . تم . . . . یقیناً کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہو !" پادری کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا ۔

"وہ کس طرح مسٹر جیکسن بیلی . . . . !"

"انہوں نے تمہیں چھوڑ کیوں دیا ۔ !"

"میں نے انہیں سچی بات بتا دی تھی! ..... جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں! تم ابھی تک یہی سمجھتے رہے ہو کہ تم میرے آلۂ کار ہو ..... لیکن یہ غلط ہے ..... وہ کوئی اور ہی ہے کہ جس نے سب سے پہلے مجھے بلیک میل کر کے تم لوگوں کو بلیک کرنے پر آمادہ کیا تھا۔

"تم جھوٹے ہو!" پادری اچھل کر کھڑا ہو گیا! "اس کا پورا جسم بری طرح کانپ رہا تھا اور آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں ..... سرخ سرخ آنکھیں ..... وہ چیخ کر بولا! "ہاں ہاں تم جھوٹے ہو ..... دغا باز ہو ..... اصل مجرم تم ہی ہو!" تم نے مجھے اور مجھ جیسے دوسرے کئی آدمیوں کو برباد کر دیا!"

روشی اور کلاڈیا اٹھ کر پادری کو بٹھا دینے کی کوشش کرنے لگی تھیں!

روشی ظفر کو برا بھلا بھی کہے جا رہی تھی ..... پادری بے دم سا ہو کر کرسی پر گیا!

اس کی آنکھیں بند تھیں اور شانے اس طرح ہل رہے تھے جیسے سانس اکھڑ گئی ہو .....!

اچانک ظفر نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی ..... اور کلاڈیا پر جھپٹ پڑا .....

"ارے ..... ارے .....! روشی بوکھلا کر پیچھے ہٹی ہی تھی کہ ظفر نے کلاڈیا کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا ..... اور پھاٹک کی طرف لے بھاگا .....

کلاڈیا چیخنے لگی تھی! ..... روشی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ ایسی کسی سچویشن سے دوچار ہونا پڑے گا۔

وہ سنبھلنے بھی نہیں پائی تھی کہ اس نے پادری کو ظفر کے پیچھے بھاگتے دیکھا!

لیکن قبل اس کے کہ پادری اس تک پہونچ سکتا اس نے نہ صرف کلاڈیا کو گاڑی میں ڈالا بلکہ اسے اسٹارٹ کر کے ریورس گیئر میں تیزی سے سڑک پر لیتا چلا گیا!

پادری اب اس کے پیچھے جانے کا خیال ترک کر کے اپنی اسٹیشن ویگن کی طرف دوڑ رہا تھا .....!

روشی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ خود اسے کیا کرنا چاہیئے۔

پادری کی اسٹیشن ویگن بھی پھاٹک سے گذر گئی .....

تب اس نے سوچا کہ اس کا اس طرح یہاں کھڑے رہنا مناسب نہ ہو گا! اسے بھی ان کے پیچھے جانا چاہیئے!"

وہ ہینڈ بیگ اٹھا کر اپنی گاڑی کی طرف جھپٹی! ..... لیکن گاڑی اسٹارٹ کرنے سے پہلے اس نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا تھا .....!

"کیسی حماقت ہوئی!" وہ ہینڈ بیگ سے پستول نکالتی ہوئی بڑبڑائی! "مجھے ظفر پر فائر کر دینا چاہیئے تھا!"

پستول کو گود میں ڈالتے ہوئے اس نے انجن اسٹارٹ کیا۔ اور اس کی گاڑی پھاٹک سے گزرتی ہوئی سڑک پر اسی سمت مڑ گئی۔ جدھر پادری کی اسٹیشن ویگن گئی تھی!

رفتار خاصی تیز تھی تھوڑی ہی دیر میں اس نے پادری کی اسٹیشن ویگن کو جا لیا تھا لیکن نہ تو وہ اس کے برابر اپنی گاڑی لے گئی اور نہ اس سے آگے ہی نکلنے کی کوشش کی۔

ظفر کی گاڑی کا دور دور پتہ نہیں تھا! دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ پادری اپنی گاڑی کی رفتار بڑھا رہا ہے۔ روشی نے بھی ایک ہی فاصلہ برقرار رکھنے کے لئے ایکسیلیٹر پر مزید دباؤ ڈالا .....

یک بیک اسے خیال آیا کہ ظفر یونہی نہ چھوڑ دیا گیا ہو گا۔ اس کی نگرانی ضرور ہو رہی ہو گی۔

اس نے مڑ کر دیکھا! پیچھے کئی گاڑیاں تھیں لیکن پادری کی گاڑی کے پیچھے خود اس کی گاڑی تھی اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی تھی کہ ان میں سے کوئی ظفر کی نگرانی کے لئے بھی ہو گی۔

سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا! ..... اچانک اس نے پادری کو بائیں جانب کچے راستے پر گاڑی موڑتے دیکھا ..... یہ کیا کر رہا ہے ..... جب کہ ظفر سیدھا گیا ہے ..... وہ سوچنے لگی کہ اسے بہر حال ظفر کا تعاقب جاری رکھنا چاہیئے ..... ہو سکتا ہے ..... پادری نے ظفر کو روکنے کے لئے کوئی مختصر راستہ اختیار کیا ہو .....

اس نے بائیں ہاتھ سے گود میں پڑے ہوئے پستول کو چھوا اور گاڑی کی رفتار بڑھا دی ..... اسے تو تیز رفتاری کا خبط تھا ..... ابھی تک محض اس لئے خود کو قابو میں رکھا تھا کہ پادری سے آگے نہیں نکلنا چاہتی تھی ..... وہ رفتار بڑھاتی رہی حتیٰ کہ اس کے عقب میں دور تک سڑک سنسان ہو گئی ..... تب اچانک اسے ظفر کی گاڑی دکھائی دی۔ اس کے پیچھے بھی اور کوئی گاڑی نہیں تھی!

دفعتاً روشی نے ایکسیلیٹر پر مزید دباؤ ڈالا۔ کیونکہ اگلے موڑ پر ظفر کی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی .....! لیکن موڑ پر پہونچنے سے پہلے ہی گاڑی کی رفتار کم کرنی پڑی۔

اور پھر جب موڑ سے گزری تو اس نے دیکھا کہ ظفر کی گاڑی رک چکی ہے ..... پادری کی اسٹیشن ویگن جو مخالف رخ سے آئی تھی ترچھی ہو کر اس کی راہ میں حائل ہو گئی تھی! .....

اور ظفر اپنی گاڑی سے اتر کر ڈھلان میں دوڑا جا رہا تھا! .....

اس نے پادری کو بھی اس کے پیچھے دوڑتے دیکھا! .....

ابھی اتنا اجالا تھا کہ وہ دونوں بہ آسانی دیکھے جا سکتے تھے روشی اپنی گاڑی روک کر اتری اور ظفر کی گاڑی کی طرف دوڑنے لگی!

کلاڈیا پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑی تھی! ..... اس نے اسے ہلا جلا کر بیدار کرنے کی کوشش کی لیکن خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

اچانک اسے پادری کا خیال آیا جو بڑے ہیجانی انداز میں ظفر کے پیچھے دوڑا گیا تھا۔ روشی نے سوچا کہ ظفر نشے میں بھی ہے کہیں پادری کو مار ہی نہ ڈالے .....

پادری کتنا خائف تھا ..... اسے بار بار نروس اٹیک

ہو رہے تھے لیکن بیٹی کے تحفظ کے لئے وہ کتنا دلیر ہو گیا!.....

عجیب سی اداسی اس کے ذہن پر مسلط ہو گئی! اس نے سوچا کہ وہ خود کتنی تنہا ہے.... کوئی بھی تو ایسا نہیں جو اس کے لئے ایسے کسی جذبے کا اظہار کرے... باپ یاد آیا اور اس کی آنکھیں نم ہو گئیں.....

بے ہوش کلاڈیا کو اس طرح سڑک پر بھی نہیں چھوڑا جا سکتا تھا!.... اور پھر یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ ظفر کنجی اگنیشن ہی میں چھوڑ گیا تھا!

وہ اس کی گاڑی پر بیٹھی اور اسے اسٹارٹ کر کے اسی طرف ڈھلان میں اتارتی لیتی چلی گئی....

ان دونوں کا کہیں پتہ نہیں تھا!.... اچانک بائیں جانب والے ٹیلے کی طرف سے کچھ آوازیں سنائی دیں...!

انجن بند کر کے وہ اتر آئی اپنا بیگ بھی گاڑی ہی میں چھوڑا اور پستول کو مضبوطی سے گرفت میں لیتی ہوئی ٹیلے پر چڑھنے لگی.....

دوسری طرف پادری اور ظفر ایک دوسرے سے گتھے ہوئے تھے!....

اس نے سوچا کہ دخل اندازی کرنی ہی چاہیئے ورنہ پادری بڑی چوٹیں کھائے گا۔ ظفر خاصا مضبوط آدمی تھا جوان تھا۔ اور پادری کی عمر ساٹھ سال سے کسی طرح بھی کم نہ رہی ہوگی—!

اچانک وہ ان کے سامنے آ گئی اور پستول کا رخ ان کی طرف کرتی ہوئی گرجی!" ظفر ہٹ جاؤ..... ورنہ گولی مار دوں گی!"

"مار دو...." ظفر کراہا!" اس اذیت سے تو یہی بہتر ہے کہ تم مجھے گولی مار دو....... یہ بوڑھا خبیث میری ہڈیاں چٹخائے دے رہا ہے!"

اب روشی نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حقیقتاً پادری نے اسے بری طرح جکڑ رکھا ہے!....

لیکن....! وہ بے تحاشہ چونک پڑی.... یہ آواز ظفر کی تو ہرگز نہیں ہو سکتی تھی!

اچانک اس نے پھر کہا!" تمہارے پستول میں گولیاں نہیں ہیں......... میں دور سے سونگھ کر بتا سکتا ہوں!"

اس بار وہ اس کی آواز پوری طرح پہچان گئی!

پھر پستول کا میگزین اس نے بڑی بوکھلاہٹ میں چیک کیا تھا! اس میں ایک بھی کارتوس نہیں تھا!....

اب وہ سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑی سوچ رہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیئے....

وہ ظفر نہیں بلکہ عمران تھا!....

تو.... یہ فادر بیلی — خدا کی پناہ.... وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہر وقت نروس سا نظر آنے والا بوڑھا اتنے دل گردے کا بھی ہو سکتا ہے....!

اچانک اس نے عمران کو زمین پر گرا لیا.... اور اس پر اس بری طرح چھا گیا کہ خود روشی کے جسم میں تھرتھری پڑ گئی!۔

پستول... یہ کم بخت پستول...... اچھا تو جناب ہی نے صبح اس وقت جب پادری کی کہانی سننے کے لئے تشریف لائے تھے نظر بچا کر پستول خالی کر دیا ہوگا..... ورنہ پچھلی رات جب وہ ظفر کے لئے نکالا گیا تھا تو خالی نہیں تھا.... اسکیم پہلے ہی سے تیار تھی۔ اس نے سوچا ہوگا کہ کہیں میں اس وقت فائرنگ نہ شروع کر دوں۔ جب وہ ظفر کے لئے کلاڈیا کو اٹھا کر لے جا رہا ہو۔

اب دونوں بری طرح گتھے ہوئے تھے! یک بیک عمران کسی طرح پادری کو اپنے اوپر سے گرا دینے میں کامیاب ہو گیا! اور اس کے بعد اس سے جو حرکت سرزد ہوئی وہ سو فی صد پاگل پن کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اب وہ خود اس پر سوار ہو جاتا لیکن وہ تو اسے چھوڑ کر الگ جا کھڑا ہوا تھا اور شکوہ کرنے کے سے انداز میں کہہ رہا تھا" تم فاؤل بہت کرتے ہو... یہ اچھی بات نہیں! کشتی دوبارہ ہوگی!"

پادری نے اٹھ کر پھر اس پر چھلانگ لگائی لیکن اوندھے منہ زمین پر آ رہا.... عمران جھکائی دے کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔

اور پھر اس نے وہی پرانا کھیل شروع کر دیا..." پکڑ لو تو جانوں" پادری کو دوڑائے پھر رہا تھا!.... موقع مل جاتا تو ایک آدھ لات رسید کر دیتا.... آخر پادری زچ ہو کر چیخا!" عورت... تو اس پر فائر کیوں نہیں کرتی—"

"کاش کر سکتی!" روشی بھنا کر بولی" اس نے جو کچھ کیا ہے اس کی سزا اس کو ملنی ہی چاہیئے....!"

"میں اسے مار ڈالوں گا!" پادری دھاڑا....

"پہلے ہی مار ڈالتے...... اب تو تم اسے ہاتھ بھی نہ لگا سکو گے!"

"میں اسے مار ڈالوں گا— تم بکواس نہ کرو...!" پادری غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا!

اس نے عمران پر چھلانگ لگائی.... اس بار خلاف توقع عمران کسی طرف ہٹنے کی بجائے بڑی پھرتی سے اسی جگہ بیٹھ گیا!

اور پھر روشی نے دیکھا کہ پادری اچھل کر دور جا پڑا ہے....

عمران نے اس کے اٹھ جانے سے پہلے ہی اس پر چھلانگ لگائی تھی۔ اس کے بعد اس نے دیکھا کہ وہ پتھر سے پادری کے سر پر ضربیں لگا رہا ہے....

پھر وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا..... پادری چاروں خانے چت بے حس و حرکت پڑا نظر آیا....

لہجے میں کہنے لگی "کیا تم احمق نہیں ہو—!"

"جب جانتی ہو تو پوچھنے کی کیا ضرورت ہے—!"

"پہلے تم اسے چھوڑ کر کیوں ہٹ گئے تھے۔!"

"ہٹ گیا تھا اسی لئے تم براہِ راست پوچھ رہی ہو کہ میں احمق ہوں یا نہیں۔ ورنہ اس سوال کے لئے قیامت کا انتظار کرنا پڑتا!"

"کیوں؟—"

"اس لئے کہ یہی وہ انتہائی طاقت ور بلیک میلر ہے جس نے ظفر کو آلۂ کار بنایا تھا!"

"کیا ثبوت ہے.....!" روشی اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"میرا جوڑ جوڑ دکھ رہا ہے..... اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟..."

"کیا تمہیں یقین تھا کہ وہ آدمی جیکسن بیل ہی ہوگا۔؟"

"میرے پاس جتنے بھی نام تھے سبھوں کو آزمانے کا ارادہ تھا..... کیا تمہیں اس شخص سے اس کی توقع تھی....... یہ کبھی نہ کھلتا اگر میں کلاڈیا کو اس طرح انٹ کر نہ بھاگتا.... عام حالات میں اس کے متعلق یہ رپورٹ تھی کہ ذرا سی الجھن بھی اس کے لئے اعصابی دورہ بن جاتی ہے....."

"ہو سکتا ہے... ان میں سے کوئی اس سے بھی زیادہ

"سب اسی طرح آزمائے جائیں گے— اور ہاں آج صبح میں نے ہی تمہارا پستول خالی کر دیا تھا! یقین کرو کہ میں نے اس شخص کو تھکا کر مارا ہے...... ورنہ شاید اس پر قابو نہ پا سکتا!"

"ظفر کہاں ہے...؟"

"جہاں اسے ہونا چاہیئے! جب تک کہ وہ اکتالیس آدمی نہ مل جائیں۔ کسی کی بھی گلوخلاصی کا امکان نہیں!"

* * *

فیاض بے خبر سو رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی...... بجتی ہی رہی اور وہ بالآخر جھلا کر اٹھ بیٹھا!

دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی...... تمہارے اکتالیس آدمی جلوس کی شکل میں تمہاری کوٹھی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان کی پیشوائی کے لئے تیار ہو جاؤ...!"

"کیا بکواس ہے... !" فیاض غرایا۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا...... اب تم سو نہیں سکو گے.... تمہیں اسی وقت ریکارڈ روم سے سنہ ۱۹۴۳ء کا ایڈولف برانٹ

شب خوابی کا لباس اتار کر کوئی اچھا سا سوٹ پہن لو..... ہو سکتا ہے سر سلطان ہی تمہاری کوٹھی پر پہنچ جائیں...!"

فیاض کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی.... پھر اس نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ دوبارہ فون کی گھنٹی بجی!..... اس بار عمران کے باپ رحمان صاحب تھے! انھوں نے کہا! "ریکارڈ روم سے سنہ ۱۹۴۳ء کا ایڈولف برانٹ فائیل ابھی اور اسی وقت نکلوا کر بذاتِ خود سر سلطان تک پہونچاؤ...!"

فیاض نے بہت بُرا سا منہ بنا کر "بہت بہتر جناب!" کہا تھا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر خود بھی ریسیور رکھ دیا تھا۔

ایک گھنٹے کے اندر اندر فائیل لے کر وہ سر سلطان کی کوٹھی پر پہونچ گیا پھر سر سلطان ہی سے اسے معلوم ہوا کہ اس کے محکمے کے اکتالیس آدمی مختلف ہسپتالوں میں داخل کرا دیئے گئے ہیں..... کیونکہ ان کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے..... انہوں نے اس سے یہ بھی کہا کہ ان لوگوں کی بازیابی کی تشہیر نہ کی جائے۔ مناسب وقت پر اس کا اعلان کر دیا جائے گا!

بہرحال وہ رات بھاگ دوڑ ہی میں کٹی تھی اور صبح ہی صبح

دس بجے عمران کی کال آئی...... فون پر گفتگو کرتے وقت فیاض نے اپنا موڈ ٹھیک رکھنے کی خاص طور پر کوشش کی تھی۔

عمران کہہ رہا تھا "رات کا کھانا تمہارے گھر پر کھاؤں گا...... پھر ہم تفریح کے لئے شہر میں نکلیں گے.... اس کے بعد ہی تمہیں معلوم ہو سکے گا کہ چکر کیا تھا۔!"

"تم دوپہر کا کھانا بھی میرے ساتھ کھا سکتے ہو!....." فیاض نے کہا۔

"دوپہر کے کھانے کے عوض فلم "کھونے واپسٹر دکھلا دینا.... اچھا ٹاٹا....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا!"...... فیاض کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار تھے.... لیکن اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب ایک خاموش تماشائی ہی کی طرح حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کرے گا...... وزارت خارجہ کا کیس معلوم ہوتا ہے..... اپنا سر کیوں کھپائے—

رات کے کھانے پر سچ مچ عمران موجود تھا... دونوں نے خاموشی سے کھانا کھایا..... اور عمران ہی کی تجویز کے مطابق تفریح کے لئے نکل کھڑے ہوئے........ فیاض بالکل خاموش تھا....

اسٹیٹ بنک کے قریب پہنچ کر عمران نے اس سے گاڑی روکنے کو کہا... اور بولا! "پان میٹھا کھاؤ گے یا

ساده . . . . !"

"دماغ تو نہیں چل گیا ؟" . . . . فیاض بھنا کر بولا ! "میں پان کہاں کھاتا ہوں"

"پلاؤ کھانے کے بعد ضرور کھایا کرو . . . . !" اس نے کہا اور گاڑی سے اتر گیا . . . . فیاض کو بھی اترنا پڑا تھا . . . طوعاً و کرہاً اس کے ساتھ سامنے والی پان کی دکان پر پہنچا ہی تھا کہ قریب کی عمارت سے بے شمار کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آنے لگیں ! . . . . وہ شور تھا کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی . . . چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی . . . . . فیاض نے اس عمارت کی طرف جھپٹنا چاہا لیکن عمران نے بڑی مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا . . . . ! . . . . . لوگ اس عمارت پر ٹوٹے پڑ رہے تھے . . . .

"آؤ . . . . میرے ساتھ . . . . !" وہ فیاض کا ہاتھ پکڑے ہوئے اسٹیٹ بنک کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا۔

"اب تم دیکھو . . . . ! یہاں اس وقت کوئی چوکیدار موجود ہے !" عمران نے فیاض سے کہا!

"تم کہنا کیا چاہتے ہو !" فیاض نے کہا اور مڑ کر اسی عمارت کی طرف دیکھنے لگا جس میں کتے بھونک رہے تھے !

"میں کہنا چاہتا ہوں کہ ان اکتالیس آدمیوں کے غائب ہو جانے کی تشہیر کرا کے تمہارے محکمے نے زبردست غلطی کی تھی . . . . اسی تشہیر ہی کا نتیجہ ہے . . . کہ یہاں کے مسلح چوکیدار بھی اسی عمارت کی طرف دوڑ گئے ہیں . . . . مجرم یہی چاہتا تھا . . . چلو اب اندر چل کر تجوریاں توڑیں . . . . . اور زرمبادلہ کا ذخیرہ پار کر لے جائیں . . . !"

"خدا کی پناہ . . . . تم کیا بک رہے ہو . . . . !"

"سوپر فیاض ! میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں . . . . . . مجرم پہلے ہی پکڑا جا چکا ہے . . . . . ورنہ اس وقت اس کے پو بارہ ہوتے . . . . . اس عمارت میں کتے نہیں ہیں . . . . . . بالکل خالی ہے . . . . روشندانوں میں لاؤڈ اسپیکر فٹ ہیں . . . . اور ٹیپ ریکارڈ پر ان آوازوں کا ایک لمبا ٹیپ چل رہا ہے . . . . مجرم نے یہ انتظامات پہلے ہی سے کر رکھے تھے اور منتظر تھا کہ کسی طرح اکتالیس آدمیوں کے غائب ہو جانے کی شہرت ہو جائے ! . . . . . تمہارا ایک آفیسر بھی اس میں ملوث ہے ! جس نے تمہیں نیوز ریلیز کر دینے کا حکم دیا تھا۔ مجرم نے اسے بلیک میل کر کے عرصہ سے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا . . . لیکن اس بے چارے کو اس کا علم نہیں ہے کہ مجرم کیا چاہتا تھا . . . . . . ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ نیوز ریلیز ہوتے ہی میں اس کی راہ پر لگ گیا . . . . . . اور اس نے احتیاطاً اس کام میں جلد بازی نہیں کی"

"مجرم کون ہے . ؟"

"بتا سکتا ہوں . . . . . لیکن تم اسے اپنی ہی ذات

تک محدود رکھو گے . . . . سر سلطان کا محکمہ کسی وجہ سے اس کی پبلسٹی نہیں چاہتا ! . . . . اوہو . . . . ادھر دیکھو ! عمارت کے دروازے توڑے جا رہے ہیں !"

"موضوع سے نہ ہٹو ! . . . . بتاؤ . . . کون ہے ! . . ."

"ایڈولف برانٹ ! . . . . . نازی اسپائی جو دوسری جنگ عظیم کے دوران میں یہاں جاسوسی کرتا رہا تھا . . . . ! اتحادیوں کو اس کی تلاش تھی . . . . . . لیکن وہ ہاتھ نہیں آیا تھا ! . . . . پھر جنگ عظیم ختم ہو جانے کے بعد کسی نے اس کی خبر نہ لی . . . . . . حالانکہ وہ بیس سال کی عمر سے یہیں مقیم تھا . . . . اور اب وہ ساٹھ کا ہے ! پادری جیکسن بیلی کے نام سے مشہور تھا . . . . !"

"اوہ — وہ . . . . جس کا فارم ہائی وے پر ہے . . . . !"

"وہی . . . . اب وہ ہمارے ایک دشمن ملک کا ایجنٹ بن گیا تھا . . . ." اسکیم یہ تھی کہ زرمبادلہ ذخیرہ اسٹیٹ بینک سے اڑا کر اس کی جگہ جعلی کرنسی رکھ دی جائے . . . . اب تم خود سوچو کہ جب وہ جعلی کرنسی یہاں سے سرکاری طور پر دوسرے ممالک میں منتقل ہوتی تو ہمارا کیا حشر ہوتا"

"تم نے تو آج رات کی نیند بھی اڑا دی . . !" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا . . . . "اچھا . . . . . . وہ اکتالیس آدمی کہاں ملے . . . . !"

"فارم کے قریب ایک ہالی ڈے کیمپ تعمیر کیا جا رہا ہے . . . . . وہیں ایک بڑے تہہ خانے میں قید کر دیئے گئے تھے . . . . ان میں سے کوئی بھی ہوش کی باتیں نہیں کر رہا . . . . ڈاکٹروں کا خیال ہے انہیں ادویات کے ذریعہ اس حال کو پہونچایا گیا ہے !"

"میرا سر چکرا رہا ہے . . . . فیاض آہستہ سے بولا . . . . پچھلی رات سو نہیں سکا تھا . . . . . . مجھے گھر پہونچا دو . . . . کار بھی میں خود نہ ڈرائیو کر سکوں گا . !"

"چلو !" عمران اس کا شانہ تھپک کر نرم لہجے میں بولا۔

دوسری صبح جب اس نے یہی کہانی روشی کو سنائی تو اس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں —

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی . . . . بہت دنوں سے ان لوگوں سے ربط و ضبط تھا . . . . !" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا !

"دشمنوں کے ایجنٹ ایسے ہی ہوتے ہیں ! ان کی اولاد تک کو بھی ان کی اصلیت نہیں معلوم ہونے پاتی" . . . . . عمران طویل سانس لے کر بولا ! "یہ ہم میں اس طرح گھل مل جاتے ہیں کہ ہم انہیں اپنوں ہی میں سے سمجھنے لگتے ہیں . . . . .

جیکسن بیلی بھی ایسا ہی تھا۔ اس نے ایک دیسی عیسائی خاتون

سے شادی کرکے یہاں کی شہریت بھی حاصل کرلی تھی۔ بیچاری کلاڈیا۔۔!"

"ہاں اس معصوم کی زندگی خواہ مخواہ داغدار ہوگئی!"

"بہرحال وہ کمینہ آدمی باپ بھی تھا.... اسی لئے...... پکڑا بھی گیا.... ورنہ اس پر ہاتھ ڈالنا ناممکن ہوتا...... کلاڈیا کو بچانے ہی کے لئے وہ بے اختیاری میں کھل گیا تھا۔"

"اور تم اتنے بھیانک ہو میرے طوطے کہ تمہارا ہاتھ ٹھیک دکھتی ہوئی رگ ہی پر پڑتا ہے!" روشی پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"میں نے ہالی ڈے کیمپ والے تہہ خانے سے وہ مصنوعی چہرہ بھی برآمد کرلیا ہے جسے وہ غول کی طرح اپنے سر پر چڑھا کر ظفر سے ملا کرتا تھا!.... اچھا بس ٹاٹا.... اب میں مونگ کی دال کا سوپ پینے جارہا ہوں... سلیمان نے میرے لئے مونگ کی دال پر خاصی ریسرچ کرڈالی ہے...!"

روشی کچھ نہ بولی.... اس کے چہرے پر تھکن کے آثار تھے....

◆

ختم شد

"درندوں کی بستی" کے بعد شکرال میں

عمران کا ایک اور عظیم کارنامہ

۱۔ شہباز کا بسیرا
۲۔ ریشوں کی یلغار
۳۔ خطرناک ڈھلان
۴۔ جنگل میں منگل
۵۔ تین سنکی

اسرار پبلی کیشنز

۲ کے میکلوڈ روڈ بیڈن روڈ لاہور